﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک09اکتوبر 2015ء | 24/ذوالحجہ 1436 ہجری قمری ❁ 09/اخاء 1394 ہجری شمسی | شمارہ41

قرآن کریم کی قدرومنزلت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حفظ قرآن کریم کی اتنی قدر تھی کہ ایک غریب صحابیؓ جس کے پاس حق مہر کے لئے کچھ بھی موجود نہ تھا۔ نہ رقم نہ جائداد اور نہ ہی کوئی اور ساز وسامان تھا۔ ان کو قرآن کریم کی چند سورتیں یاد تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مہر وہی چند سورتیں قبول فرما کر ان کا نکاح پڑھ دیا۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب القراءۃ عن ظھر القلب حدیث نمبر 4642)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 49ویں جلسہ سالانہ 2015ء کی مختصر رپورٹ

☆......بیعت کی تقریب نے میرے دل پر بہت گہرا اور نیک اثر چھوڑا ہے۔☆......جماعت احمدیہ نہ صرف اپنوں کی بلکہ غیروں کی بھی مدد کرتی ہے۔☆......اس جلسہ میں مَیں نے محبت اور امن کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔☆......دنیا میں امن اور انصاف قائم کرنے میں آپ لوگوں کی جرأت اور ہمّت کو سلام پیش کرتا ہوں۔☆......ہم نے اسلام کا حقیقی چہرہ صرف احمدیت کے ذریعہ دیکھا ہے۔
☆......جماعت احمدیہ کا مشن ہمارے ملک میں صحت، تعلیم اور معاشرتی کاموں میں مستعدی سے خدمات انجام دے رہا ہے۔☆......آپ کی جماعت حقیقی اسلام کی اقدار کی نمائندگی کر رہی ہے۔
☆......میرا یہاں آنے کا مقصد یہ تھا کہ مَیں آپ لوگوں کو کفن مسیح کے بارہ میں بتاؤں مگر یہاں آکر مَیں نے جو آپ سے سیکھا ہے وہ اس سے کئی گُنا زیادہ ہے جو آپ مجھ سے سیکھ سکتے ہیں۔

......(جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مختلف ممالک کے نمائندگان کے تأثرات)

۞......لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے۔۞......آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔ آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔ آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے۔۞......امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہوگا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہوگا۔ اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہوگی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔
۞......اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویّے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فساد اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے گی۔۞......آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن وسلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔ صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل واحسان اور ایتائ ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے۔

جنگوں اور جنگی قیدیوں سے متعلق اسلام کی پُر حکمت اور عدل واحسان اور ایتائ ذی القربیٰ پر مشتمل تعلیمات کا نہایت مؤثر بیان۔ بڑی طاقتوں کے دوہرے اور غیر منصفانہ طرز عمل اور اسلامی تعلیمات پر ناواجب اعتراضات کا تذکرہ۔ دنیا میں حقیقی امن کے قیام کے لئے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو نہایت اہم اور پُر حکمت نصائح۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب)

رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ + فرخ راحیل

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن
اتوار 23/اگست 2015ء
(حصہ دوم)

اختتامی اجلاس

جلسہ سالانہ یوکے کا آخری اجلاس 3 بج کر 4 منٹ پر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم طٰحٰہ داؤد صاحب آف یوکے کو ملی۔ آپ نے سورۃ الناس کی تلاوت کی۔

مہمانوں کے ایڈریسز

بعد ازاں بعض معزز مہمانوں کو اپنے تأثرات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔

1۔ Councillor David Chung (Mayor آف Merton Council) نے کہا:
سب سے پہلے تو میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا۔ مَیں آپ لوگوں کو ایک لمبے عرصہ سے جانتا ہوں اور یہ کہنا بجا ہوگا کہ ہم سب بہن بھائی کی طرح ہیں۔ یہ جلسہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہم مل کر کام کریں تو زیادہ کام کرسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم سب مختلف خیالات رکھتے ہیں مگر ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان اختلافات کو لڑائی جھگڑوں کا باعث نہ بننے دیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں خواہ ہم اس کو مانیں یا نہ مانیں۔ ہم سب مِل کر کام کریں تا کہ امن اور اتفاق قائم ہو۔ آپ لوگ بہت اچھا کام کر رہے ہیں آخر میں مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

2۔ Councillor Mike Band (Mayor آف Waverley Borough Council) نے کہا کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا ہے۔ بیعت کی تقریب نے میرے دل پر بہت گہرا اور نیک اثر چھوڑا ہے۔ آپ کی جماعت کے اقدار اور اصول آپ کے روشن مستقبل کی بشارتیں دے رہے ہیں۔ آپ کا محبت، امن اور انصاف کا پیغام ایسا ہے کہ

اسے نہ صرف یو کے میں بلکہ پوری دنیا میں پھیلانا چاہئے کیونکہ یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آپ لوگ جو فلاحی کام کررہے ہیں وہ بھی غیر معمولی ہیں اس لئے میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میری آخری گزارش اور خواہش ہے کہ آپ لوگ یہ اچھا کام ہمیشہ جاری رکھیں۔

3۔ MayorCouncillor Muhammad Sadiq آف Sutton Council نے کہا کہ میں پہلی دفعہ اِس جلسہ میں شامل ہوا ہوں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ آخری دفعہ نہیں ہوگا اور مجھے دوبارہ دعوت نامہ دیا جائے گا۔ میرے لئے یہ بات باعثِ فخر ہے کہ میں آج یہاں Sutton کے لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ جب مَیں اور میرا بھائی اس ملک میں آئے تو جس مکان میں ہم رہتے تھے اُس کا مالک مکان احمدی تھا۔ اس نے ہماری ہر لحاظ سے مدد کی اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ نہ صرف اپنوں کی بلکہ غیروں کی بھی مدد کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ جو کام ساری دنیا کے لئے کرتی ہے وہ بھی قابل تقلید ہے۔ میں آپ کو اپنی نیک خواہشات کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں کہ مَیں اِس جلسہ میں دوبارہ بھی شامل ہوں گا۔ میری دعا ہے کہ مستقبل میں بھی آپ لوگ ہر لحاظ سے کامیابیاں حاصل کرنے والے ہوں۔

4۔ Mr Alexander Valintinovich (Martaniko Professor آف Institute of Pedagogi, Russia) نے اپنے تأثرات کا اظہار رشین زبان میں کیا جس کا خلاصہ مکرم رانا خالد احمد صاحب نے پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ پروفیسر صاحب نے روس میں پہلی مرتبہ رشین زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنی معلومات کے مطابق جماعت کا تعارف پیش کیا ہے۔ پھر آپ نے مہمان ہونے کی حیثیت سے جماعت احمدیہ یوکے کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جلسہ سالانہ کے روحانی ماحول نے اُن کا جماعت احمدیہ کے ساتھ باہمی رابطہ، محبت اور رواداری کے رشتہ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کے افراد کی عملی زندگی بلند اخلاق کے اعلیٰ معیار کا نمونہ ہے جو دراصل حقیقی اسلامی تعلیم کا عکس ہے۔ آپ نے کہا کہ میں دل کی گہرائی سے دعا کرتا ہوں کہ بعض ممالک میں احمدیوں کو جو تکالیف درپیش ہیں وہ جلد دور ہوں اور جماعت ہمیشہ امن میں رہے اور ترقی کرتی چلی جائے۔

5۔ Mr Ulf Bostrom (Sweden میں Police Inspector) نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں آپ کے دعوت نامہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مَیں بظاہر تو یہاں اکیلا کھڑا ہوں مگر میرے پیچھے Sweden کی ساری پولیس ہے۔ جب ہم کسی قاتل کو پکڑتے ہیں تو اُسے سزا دیتے ہیں اور اگر ہمیں پتہ چلے کہ یہ قتل کسی سیاسی نفرت یا مذہبی نفرت کی وجہ سے کیا گیا ہے تو ہم اُسے بڑی سخت سزا دیتے ہیں۔ Sweden ایک منفرد ملک ہے کیونکہ ہم لوگ 200 سال سے امن میں ہیں اور ہم جنگ کا لفظ جانتے ہی نہیں۔ ہمارے ملک میں ہر قسم کے مسلمان رہتے ہیں۔ مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو اپنے ملک میں شدید مخالفت کا سامنا ہے اور اس مخالفت کی وجہ سے آپ لوگوں کو اپنا ملک چھوڑنا پڑا۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آج جماعت احمدیہ 207 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اسلام نے 1400 سال پہلے انسانی حقوق قائم کئے جن پر بدقسمتی سے آج اسلامی ممالک میں عمل نہیں ہو رہا۔ احمدیت کا اصول محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ایک نہایت ہی سنہرا اصول ہے۔ آخر میں مَیں آپ سب کا دوبارہ شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

6۔ Mr Isaac Marty، Marshall Island کے Journalist ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے تو مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور پھر آپ کے دعوت نامہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مَیں تمام مذاہب کا احترام کرتا ہوں۔ میرا جماعت احمدیہ سے تعارف Marshall Island میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے افتتاح پر ہوا۔ مَیں نے جماعت کے بارے میں بہت سی منفی باتیں سنی تھیں مگر جب مجھے Humanity First کے کاموں کا علم ہوا تو میرا نظریہ بالکل بدل گیا۔ مَیں اس جلسہ میں شامل ہونے کا بڑی شدّت سے انتظار کر رہا تھا اور پچھلے دو دنوں میں مَیں نے محبت اور امن کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور نہ کسی قسم کی نفرت دیکھی۔

7۔ HE Noel Kilomba Ngozi Mala نے جو Congo میں Judge of Constitutional Court ہیں، اپنے تأثرات کا اظہار French زبان میں کیا جس کا ترجمہ مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج کونگو نے پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ سب سے پہلے تو مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا۔ دنیا میں امن اور انصاف قائم کرنے میں آپ لوگوں کی جرأت اور ہمت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میرا اس اجلاس میں شامل ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ Congo میں جماعت کا پیغام مثبت رنگ میں قبول کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت پر اظہارِ افسوس کرنے کے بعد کہا کہ Congo میں جماعت کا پیغام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور یہ بات اُن لوگوں کے لئے باعث تعجب ہے جو سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک تشدّد پسند مذہب ہے۔ ہم نے اسلام کا حقیقی چہرہ صرف احمدیت کے ذریعہ دیکھا ہے۔

8۔ Mr Ouattara Kouakou نے بھی جو Ivory Coast کے Member of Parliament ہیں، اپنے تأثرات کا اظہار French زبان میں کیا جس کا خلاصہ خالد محمود صاحب آف برکینا فاسو نے پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا ہے۔ جماعت احمدیہ کا مشن ہمارے ملک میں صحت، تعلیم اور معاشرتی کاموں میں مستعدی سے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس لئے آج مَیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز اُن مبلغین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو امن اور سلامتی کا پیغام دن رات پھیلانے میں مشغول ہیں۔ آپ کا نعرہ ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ ہمارے لئے بھی لائحہ عمل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس محبت کے بغیر صبر و تحمل قائم نہیں ہو سکتا اور صبر و تحمل کے بغیر امن ناممکن ہے۔

9۔ Hon Mukasa Muruli Wilson نے جو Uganda میں Minister for Social Issues ہیں، اپنے ایڈریس میں کہا کہ سب سے پہلے تو مَیں آپ سب کو سلامتی کا تحفہ دینا چاہتا ہوں۔ آج کل دنیا میں جو تنازعات اور جھگڑے ہو رہے ہیں اُس کے تناظر میں آپ کا نعرہ ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کے اس نعرے نے مجھ پر بڑا گہرا اثر کیا ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ یہ نعرہ دنیا کے ہر انسان کا نعرہ بن جائے۔ ہمارا ملک کئی سالوں سے جنگ و جدل کا شکار تھا مگر اب حال میں ہی ہمیں امن نصیب ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ امن ہمیشہ قائم رہے۔ جماعت احمدیہ کی ہمارے ملک کے لئے جو خدمات ہیں اس پر بھی مَیں نہایت شکر گزار ہوں۔ آپ کی جماعت کے امیر اور مشنری انچارج نے خدمت کے صرف وعدے ہی نہیں کئے تھے بلکہ ان وعدوں کو پورا بھی کیا۔ اور ہمارے پورے ملک نے جماعت احمدیہ کی خدمات سے استفادہ کیا ہے۔ ہم ہمیشہ آپ کے کاموں کی حمایت کرتے رہیں گے اور ہمارے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے رہیں گے۔ مَیں آج حضور کی خدمت میں Uganda کی حکومت کی طرف سے ایک تحفہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ کو Uganda کی طرف سے دعوت بھی دیتا ہوں کہ آپ ہمارے ملک میں تشریف لائیں۔

10۔ Mrs Lopez Gonzalez Rocio نے جو سپین میں Member of Parliament ہیں، اپنے تأثرات کا اظہار Spanish زبان میں کیا۔ انہوں نے جلسہ میں شرکت کے دعوت نامہ پر شکریہ ادا کیا اور تمام حاضرین کو جلسہ کی مبارک باد پیش کی اور اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

11۔ Mr Jose Maria Alonso Ruiz نے جو سپین کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں Spanish زبان میں ایڈریس کیا۔ آپ نے بھی جلسہ کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

......☆......☆......☆......

مذکورہ بالا تقاریر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے اور درج ذیل تقاریر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت موجودگی میں ہوئیں۔

12۔ Hon Eric Houndete نے جو Benin کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں French زبان میں ایڈریس کیا جس کا خلاصہ مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ جلسہ میں شامل ہو کر آپ بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں اور زندگی کے بہترین لمحات گزار رہے ہیں۔ پھر کہا کہ آپ لوگ جو امن اور بھائی چارے کی باتیں کرتے ہیں وہ یہاں عملی رنگ میں نظر آتی ہیں۔ خواہ یہ تعلیم کتنی ہی پرانی ہو مگر انسانیت کیلئے بہترین لائحہ عمل ہے۔ آپ نے بینن میں جماعت کی خدمات کی تعریف کی اور جماعت کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

13۔ Mr. Alison Thewliss نے جو سکاٹ لینڈ میں ممبر آف پارلیمنٹ ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ آج اس جلسہ میں شامل ہو کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ میرے لئے یہ سب سے بڑا جلسہ ہے جس میں مجھے خطاب کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میرے علاقہ میں آپ کی مسجد بیت الرحمان واقع ہے اور آپ کی ایک بہت اچھی جماعت وہاں موجود ہے۔ آپ کے فلاحی ادارے انسانیت کی خدمت کیلئے ہزاروں پاؤنڈ جمع کر رہے ہیں۔ یہ جلسہ لوگوں تک نیک پیغام پہنچاتا ہے اور آپ لوگوں کا یہاں اتنے بڑے پیمانے پر اکھٹے ہونا میرے لیے بہت ہی تعجب انگیز ہے۔ آپ کی جماعت حقیقی اسلام کی اقدار کی نمائندگی کر رہی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ کی جماعت ہمارے معاشرے پر مثبت اثر ڈالے گی۔

14۔ Mr Wajid Shamsul Hasan نے جو لندن میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہ چکے ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ میرے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ میں اس جلسہ میں شریک ہوا۔ پہلے بھی مجھے مواقع ملے مگر میں حاضر نہ ہو سکا۔ ہمارا مذہب ایک بہت ہی کٹھن مقام پر آ پہنچا ہے۔ ہر طرف سے ہم پر مصیبتیں آ رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم راہِ راست کو بھول گئے ہیں اور پاکستان کے حالات بھی آج کل بہت خراب ہیں اور یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے آپ کے اس نعرہ کی تعمیل نہیں کی کہ محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں۔ اسی طرح علامہ اقبال اور قائداعظم کا جو نظریہ تھا وہ یہ تھا کہ ہر شخص کو مذہب کی آزادی حاصل ہونی چاہئے اور ہر شخص کو برابر کا شہری تسلیم کیا جائے۔ مگر ان کے بعد آنے والے لوگوں نے سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ تشدّد پسند لوگوں کے پیچھے چل پڑے اور آپ کو مذہبی آزادی نہ دی۔ انہوں نے کہا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم قائداعظم کے نصب العین کی طرف واپس نہیں جائیں گے ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ میں آپ لوگوں کا نظم و ضبط دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ اتنے بڑے مجمع میں اتنا نظم و ضبط میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا نعرہ ’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ زندگی بسر کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

15۔ Mr Barrie M Schwortz نے جو کہ Shroud.com ویب سائٹ کے Editor ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ میرے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ میں یہاں آیا ہوں۔ میں 20 سال تک مختلف ملکوں اور مختلف قسموں کے لوگوں سے ملتا رہا ہوں مگر کبھی بھی مسلمانوں کے اتنے بڑے اجتماع سے مخاطب نہیں ہوا اور یہ میرے لئے مسلمانوں سے مخاطب ہونے کا پہلا موقع ہے۔ میرا یہاں آنے کا مقصد یہ تھا کہ میں آپ لوگوں کو کفن مسیح کے بارہ میں کچھ بتاؤں مگر یہاں آ کر میں نے جو آپ سے سیکھا ہے وہ اُس سے کئی گنا زیادہ ہے جو آپ مجھ سے سیکھ سکتے ہیں۔ آپ لوگ اپنے نعرے ’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ کا حقیقی طور پر نمونہ ہیں کیونکہ آپ لوگوں نے مجھے جو کہ یہودی مذہب کا پیروکار ہوں ایک عیسائی موضوع پر مسلمانوں سے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ مَیں دل کی گہرائی سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ جب میں واپس جاؤں گا تو ضرور لوگوں کو آپ کے متعلق بتاؤں گا کیونکہ ابھی آپ کو کم لوگ جانتے ہیں جبکہ ہر قسم کے لوگوں کو آپ کے بارہ میں پتہ ہونا چاہئے۔ ہم روزانہ بری خبریں ہی سنتے ہیں مگر آپ لوگوں کے پاس آنا اور معلومات لینا ایک بہت اچھی خبر ہے۔ مگر آپ لوگ یقیناً دنیا کے لئے ایک امید کی کرن ہیں۔

مذکورہ بالا تقریر کے بعد یوگنڈا کے وزیر برائے معاشرتی امور Hon. Mukasa Muruli Wilson نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو امن عالم کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمات اور کوششیں ہیں اس کے پیش نظر Uganda کی حکومت کی طرف سے آپ کی خدمت میں ایک خوبصورت Medal پیش کیا۔

16۔ برطانوی حکومت کے House of Lords کے ممبر Lord Tariq Ahmad of Wimbledon نے جو کہ خدا کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ میرے لئے یہ باعث عزت ہے کہ مجھے آپ سب سے مخاطب ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ میں اُس حکومت کا رُکن ہوں جو اس بات کو کہتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے میزبان ہیں۔ پہلا نمونہ کسی بھی انسان کیلئے اُس کے والدین ہوتے ہیں اور میں نے بھی اپنی والدہ سے نیک اقدار اور اصولوں کو سیکھا اور وہ یہ ہیں کہ مذہب کی خدمت کرنا اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا اور سب سے بڑھ کر خلیفۂ وقت کی اطاعت اور خلافت سے سچا تعلق رکھنا کامیابی کا راز ہیں۔ ہمارے

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 369

مکرم ابو جہان یاسین صاحب (1)

گزشتہ اقساط میں ہم نے مکرم رشمون توفیق صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان پیش کی تھی۔ ابو جہان صاحب وہ فوجی آفیسر ہیں جن کے ذریعہ رشمون صاحب کا جماعت سے تعارف ہوا تھا۔ ہماری درخواست پر مکرم ابو جہان صاحب نے احمدیت کی طرف اپنے سفر کا جو احوال لکھ بھیجا ہے وہ نذر قارئین کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

میری پیدائش امازیغی قبائل سے تعلق رکھنے والے ایک خاندان میں ہوئی۔ دیگر امازیغیوں کے برعکس میرے والد صاحب عربی زبان سے بہت محبت رکھنے والے تھے اور انہوں نے ساری زندگی عربی زبان کے استاد کی حیثیت سے عربی زبان کی تعلیم وترویج کے لئے گزار دی۔

عیسائیت کی تبلیغ اور میری خواہش

والد صاحب کا دینی علم بھی خوب تھا۔ اکثر کھانے کی میز پر وہ ہمیں اسلامی فرقوں اور ان کے عقائد کے بارہ میں بتاتے رہتے تھے لیکن عجیب بات ہے کہ ان فرقوں کے ذکر میں کبھی جماعت احمدیہ کا نام نہ آیا تھا۔

اُس وقت ہمارے ملک میں ایک ہی قومی ٹی وی چینل اور چند ریڈیو سٹیشنز ہوتے تھے۔ ہم اکثر ریڈیو ''مونٹے کارلو'' سنتے تھے جس پر فصیح عربی زبان میں انجیل پڑھنے کے پروگرام بھی پیش کئے جاتے تھے۔ ان کا مقصد بہت گہرا تھا۔ امازیغی علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کا عربی زبان کا علم بہت کم تھا لیکن قرآن کو سمجھنے کے لئے انہیں عربی زبان کی ضرورت تھی۔ اس خلاء کو دیکھتے ہوئے عیسائیوں نے ریڈیو پر فصیح عربی زبان میں انجیل پڑھنے کے پروگرام بطور خاص نشر کرنے شروع کئے۔ امازیغی مسلمان ان پروگرامز کو عربی زبان سے جان پہچان حاصل کرنے کے لئے سنتے، اور یوں بلا واسطہ طور پر مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ بھی ہوتی جا رہی تھی۔ یہ سب کچھ سن کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کاش کوئی مسلمان ان کو جواب دے اور اسلامی تعلیمات کی افضلیت ثابت کرے۔

میری والدہ صاحبہ گو معمولی پڑھی لکھی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں رؤیائے صالحہ سے نوازا تھا۔ دینی اور علمی لحاظ سے اپنے معاشرے میں ممتاز مقام رکھنے کے باوجود والدین جادو ٹونہ، نظر لگنے اور جنّوں کے وجود کے قائل تھے اور اپنے مختلف واقعات پیش کر کے ان امور کی صداقت کی دلیلیں دیا کرتے تھے۔ ان کے اس موقف کی بناء پر میں نے مختلف مذاہب اور تہذیبوں میں جنّوں کے وجود اور ان کے انسانوں کے ساتھ تعلق کے بارہ میں بہت کچھ پڑھا لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔

جماعت سے پہلا تعارف

90ء کی دہائی میں میرے والد صاحب نے ڈش خریدی جس کے ذریعہ ہم دنیا کے مختلف چینلز دیکھنے لگے۔

ابتدائی ایام میں ہم ہر روز کئی چینلز دریافت کرتے۔ نئے جہانوں کی دریافت کی اس مہم میں ایک روز دیکھا کہ ایک چینل پر ایک بارعب شخص کسی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ جب اس کی زبانی اثنائے گفتگو چند آیاتِ قرآنیہ سنیں تو والد صاحب اس چینل پر رک گئے کیونکہ انہیں ایسے لوگ بہت پسند تھے جو عرب نہ ہونے کے باوجود اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام کرتے ہیں۔ ہم کچھ دیر یہ چینل دیکھتے رہے لیکن سوائے آیاتِ قرآنیہ کے ہمیں اس بارعب شخص کی گفتگو سے کسی اور بات کی سمجھ نہ آئی۔ والد صاحب نے سکول میں دینیات کے ایک استاد کے سامنے اس چینل اور بارعب شخص کا تذکرہ کیا تو اس نے والد صاحب سے کہا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں، اس کا تعلق انڈیا سے ہے، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوا ہے اور اب ٹی وی پروگرامز کے ذریعہ اپنی تبلیغ کر رہا ہے۔ والد صاحب نے گھر آ کر ہمیں تنبیہ فرمادی کہ اس چینل کو آئندہ نہیں دیکھنا کیونکہ اس پر نظر آنے والا شخص مدّعی نبوت ہے۔

ہم نے والد صاحب کی بات تو مان لی لیکن میں سوچنے لگ گیا کہ ایک مسلمان کیونکر نبوت کا دعویٰ کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ اور اگر کرے بھی تو مسلمانوں میں سے کون ہے جو اس کی تصدیق کرے گا؟ اسی نہج پر غور کرتے کرتے میری سوچ کے دھارے کا رخ بدل گیا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام کو انبیاء کے وجود سے روشنی بخشی، لیکن ہمارے زمانے میں نبی تو دور کی بات ہے وحی تک کا سلسلہ بھی بند کر دیا گیا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے کہا کہ مجھے شریعت کی حکمتوں اور دین کی باریکیوں کا کچھ علم نہ ہونے کے باوجود رائے زنی کرنا زیبا نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے اس سوچ کو جھٹک دیا لیکن ذہن کے کسی نہاں خانے میں یہ کسک موجود رہی۔

ازدیادِ ایمان کے سامان

میں نے ملٹری اکیڈمی میں داخلہ لیا اور وہاں سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد چار سال پر مشتمل ملٹری آفیسرز کا کورس کیا۔ ان چار سالوں میں ہمیں ملنے والی تنخواہ عام اندازے سے کافی زیادہ تھی جس کا اثر میرے ساتھیوں کی زندگی پر یوں پڑا کہ اکثریت نے یہ پیسہ محرمات کے ارتکاب اور نفسانی خواہشات کی تکمیل میں لگا دیا۔ لیکن یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے مجھے اس رَو میں بہنے سے بچایا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ خدا نے اپنی خاص عنایت سے مجھے بے راہ روی سے محفوظ رکھا۔ اس سلسلہ میں ایک ایسا واقعہ بھی پیش آیا جو میرے لئے تو بہت بڑا نشان تھا لیکن شاید دوسروں کی نظر میں بہت معمولی تھا، اس لئے میں اس کے بارہ میں کسی کو نہ بتا سکا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ کوئی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوگا اور الٹا مجھے ہی تمسخر کا نشانہ بنایا جائے گا۔

چونکہ میں روزانہ تلاوت کرتا تھا اس لئے مختلف امور کے بارہ میں خدا کے احکام زبان پر آجاتے تھے۔ سخت گرمی کے موسم میں ایک روز میں ہفتہ وار چھٹی گزارنے کے لئے اپنے گھر کی طرف نکلا تو اکیڈمی کے دروازے کے باہر گرمی سے خشک ہونے والا کچھ گھاس نظر آیا جسے دیکھتے ہی میری زبان پر یہ آیت قرآنی جاری ہوگئی کہ أَنّٰى يُحْيِىْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اللہ تعالیٰ اس کی موت کے بعد دوبارہ اسے کیسے زندہ کرے گا؟ مجھے معلوم نہ تھا کہ اتنی جلدی اللہ تعالیٰ میرے سوال کا جواب دینے والا تھا۔ میں ایک دن کی چھٹی پر گھر چلا گیا تو اسی شام ایک عرصہ دراز کے سوکھے کے بعد شدید بارش ہوئی اور میں اگلا روز گزار کر جب واپس اکیڈمی میں پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو گھاس مَیں خشک اور مرا ہوا دیکھ کر گیا تھا بارش کے بعد اس کے نیچے سرسبز مخملی بچھونا جھانک جھانک کر بزبان حال کہہ رہا تھا کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر۔ یہ میرے لئے بہت بڑا واقعہ تھا جس کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد سنتا ہے اور آج بھی اپنی قدرت کے عجائبات دکھلاتا ہے۔

آفیسرز ٹریننگ مکمل ہونے کے قریب تھی اور میں ایک خاص اور حساس شعبے میں ڈیوٹی لگنے کی دعائیں کر رہا تھا جنہیں سنتے ہوئے خدا تعالیٰ نے مجھے خواب میں اس شعبہ کی وردی پہنے ہوئے بھی دکھا دیا تھا، اس لئے جب میری اسی شعبہ میں تعیناتی کی خبر موصول ہوئی تو میرے تمام دوست بہت زیادہ پرجوش اور حیران تھے لیکن مجھے کوئی حیرت نہ ہوئی کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ پہلے سے ہی اس کی خبر عطا کر دی تھی۔ پھر جب میں اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہوا تو میرے شعبہ کے انچارج آفیسر کا تبادلہ ہو گیا اور مجھے اس کی جگہ انچارج بنا دیا گیا۔ یوں اس نئے مرحلہ کے آغاز میں ہی مجھ پر بھاری ذمہ داری آن پڑی۔

ابتلا اور سزا

میں نماز کا پابند تھا اس لئے اپنے شعبہ میں ہی نماز جمعہ ادا کرنے کا اہتمام کرنے لگا۔ یہ بات میرے آفیسرز کو ناگوار گزرتی تھی لہٰذا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرے خلاف سازشیں ہونے لگیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شر سے محفوظ رکھا جبکہ فوج میں دیگر متعدد متدیّن حضرات کو کئی قسم کے ابتلاءات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض واقعات کی وجہ سے فوج میں متدیّن ہونا جرم بن کے رہ گیا تھا یہاں تک کہ محض فجر کی نماز ادا کرنے والے کو بھی کئی تفتیشی پیشیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک افریقی ملک میں ہماری امن فوج کا دستہ بھجوایا گیا۔ مَیں بطور آفیسر اس دستے کا حصہ تھا۔ وہاں پر بعض ضرورتوں کی بناء پر مجھے عملہ پر سختی کا حکم ہوا اور جب میں نے بعض فوجیوں پر سختی کی تو میرے خلاف شکایت ہوگئی اور پھر مجھے حکم دینے والے بھی میرا ساتھ چھوڑ گئے۔ مجھے بعض ساتھیوں نے غلط بیانی کا مشورہ دیا لیکن میں نے سچ کو نہ چھوڑا اور ساری ذمہ داری قبول کر لی جس کی وجہ سے مجھے وطن واپس بھجوا دیا گیا اور 40 روز کی قید کی سزا سنائی گئی۔ سزا ختم ہونے کے بعد گو مَیں دوبارہ اپنی پوسٹ پر واپس آ گیا لیکن نہایت بے دلی اور بے رغبتی کے ساتھ۔ کیونکہ سزا ہونے کے بعد ترقی کا حصول تقریبًا ناممکن ہو جاتا ہے۔

الٰہی جماعت کی تلاش

اس واقعہ سے میں نے بہت کچھ سیکھا خصوصًا یہ کہ خدا کے سوا کسی سے کوئی امید جوڑنا یا اس پر بھروسہ کرنا بے سود ہے۔ انسان تو معمولی سی مشکل آنے پر ہی بدل جاتے ہیں لہٰذا اس خدا سے لَو لگانی چاہئے جو کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔

یہ سوچ کر میں نے تحقیق کے سفر کا آغاز کیا اور مجھے یقین تھا کہ اس سرزمین پر کوئی ایسی جماعت ضرور ہوگی جسے خدا کی جماعت کہنا چاہئے۔ میں نے سلفی اور تکفیری جماعتوں کی طرف دیکھا تو مطمئن نہ ہوسکا کیونکہ ان کے بارہ میں میرا قدیم سے یہ خیال تھا کہ یہ اسلامی تعلیم کی روح سے توکوسوں دور ہیں نیز یہ بیرونی ایجنڈا نافذ کرنے کے لئے آلۂ کار بنی ہوئی ہیں۔ یہ سوچ کر میں نے شیعوں کے ٹی وی اور ریڈیو چینلز سننے شروع کر دیئے۔ چند ہی روز میں ان سے بھی میرا دل بھر گیا اور مَیں صوفیوں کی طرف مائل ہو گیا۔ مجھے ان کے درسوں میں عقل ومنطق کا عنصر بہت پسند آیا۔ انہی ایام میں میرے ایک دوست نے میرے ساتھ رابطہ کر کے بتایا کہ وہ کچھ عرصہ سے صوفیوں کے ایک قطب کی صحبت میں ہے جس کا کہنا ہے کہ جنّوں اور شیطانوں سے مراد وہ سب کچھ نہیں جو ہمارے ذہنوں میں ہے۔ اس نے کہا کہ تم اس کے ساتھ بات کرو تو شاید تمہارے لئے مفید ہوگا۔ چنانچہ میں نے بصد شوق قطب صاحب سے بات کی۔ میں جب بھی کوئی قرآنی آیت پیش کرتا تو وہ اس کی ایسی تفسیر بیان کرتا جو میں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ گو میں اس کے سامنے لاجواب ہو گیا لیکن مجھے اس کے خیالات سے اتفاق نہ ہوسکا۔ نیز دو گھنٹے تک چلنے والی اس گفتگو میں میں نے اندازہ لگایا کہ قطب صاحب تناسخ اور مادہ پرستی جیسے کئی عقائد کے قائل ہیں۔ لہٰذا میں نے ان کو بھی چھوڑ دیا اور اہلِ حق کے بارہ میں اپنی تلاش جاری رکھی۔

خوشگوار دھچکے

ایک روز جبکہ میں ٹی وی چینلز کو بدل بدل کے دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے لگ گیا۔ عام حالات میں شاید میں دیگر چینلز کی طرح اس چینل کو بھی تبدیل کر دیتا لیکن اس وقت اس پر پروگرام لقاء مع العرب لگا ہوا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کچھ فرما رہے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور مجھے یاد آ گیا کہ میں نے ان کو پہلے بھی دیکھا ہے بلکہ یہ وہی شخصیت ہیں جن کے بارہ میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ابھی میں یہی بات سوچ رہا تھا کہ حضور رحمہ اللہ کے کلام کا عربی ترجمہ شروع ہو گیا۔ میں بہت خوش ہوا اور اس وقت میں نے حضور کو مخاطب ہو کر کہا کہ بالآخر مجھے تمہارے بارہ میں عربی زبان میں بھی مواد مل ہی گیا اور اب مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمہاری نبوت کے جواز اور تمہاری صداقت کے دلائل جاننے اور انہیں پرکھنے کا بھی موقع مل جائے گا۔

جب میں نے یہ چینل دیکھنا شروع کیا تو مجھے دھچکے پہ دھچکا لگتا چلا گیا۔ میں تو لوگوں کے کہنے پر حضور رحمہ اللہ کو ہی مدّعی نبوت سمجھ رہا تھا لیکن یہاں تو ہر چیز ہی مختلف نظر آئی۔ مجھے پتہ چلا کہ نزولِ مسیح ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کا چہرہ دیکھنے سے محروم نہیں رکھا بلکہ ہماری ہدایت کے لئے زمانے کے مسیح ومہدی کو بھیجا ہے۔ نیز یہ کہ دجال کے ساتھ جنگ کی ابتدا ایک صدی قبل ہندوستان سے ہو چکی ہے۔ اور سب سے بڑی بات مجھے یہ معلوم ہوئی کہ روایتی خیالات کے مطابق ہم جس عالمِ جِنّات کی بات کرتے ہیں اور اس کے قصّے بیان کرتے نہیں تھکتے اس کا کہیں کوئی وجود نہیں ہے۔

میں حیران بھی تھا اور بہت خوش بھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بالآخر میری تمنائیں بر آئی تھیں اور میرا تعارف خزائن کی ایک ایسی کان سے ہؤا تھا جس سے نکلنے والا ہر موتی انوکھی اور دلفریب چمک لئے ہوئے تھا۔

.............(باقی آئندہ)

جلسہ سالانہ یوکے 2015ء کے موقع پر جلسہ کے پروگراموں کے علاوہ بعض دوسرے پروگرامز کا مختصر تعارف

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2015ء کے پہلے روز اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ''جلسے کے پروگراموں کے علاوہ جو وقت باقی بچے اپنا وہ وقت دینی باتوں یا ذکر الٰہی میں گزاریں یا جو دوسرے پروگرام ہیں ان کو دیکھیں۔''

اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خصوصیت سے مخزن تصاویر، اشاعت اور ریویو آف ریلیجنز کا ذکر فرمایا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ''مثلاً مخزن تصاویر ہے۔ انہوں نے یہاں نمائش لگائی ہوئی ہے۔ جماعت کی ایک تاریخ ہے اسے دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کو اور آپ سے کئے گے وعدوں کو پورا فرما رہا ہے اور کس طرح جماعت کا تعارف اور تبلیغ دنیا کے کناروں تک پھیل رہی ہے؟ پھر وہاں شہدائے احمدیت کی تصاویر ہیں ان کو دیکھ کر ان کے درجات کی بلندی اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی اور ان کے خاندانوں اور جماعت کے افراد کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ جماعت کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

پھر اشاعت کی طرف سے ایک سٹال ہوتا ہے۔ ان کی بھی ایک مارکی ہے وہاں جا کر اس سال چھپنے والی جو کتب اور لٹریچر ہے اس کو دیکھیں۔ جو خرید سکتے ہیں خریدیں۔ پھر پہلا لٹریچر جن کے پاس نہیں ہے یہ بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ریویو آف ریلیجنز نے بھی اس سال ان کا جو یہاں سٹال ہے یا جو جگہ ہے اس کو وسعت دی ہے اور کفن عیسیٰ کے بارے میں اس دفعہ وہاں بڑی معلومات ہیں۔ اس کو بھی دیکھیں اور ان چیزوں کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو سچائی اور صداقت مزید ظاہر ہوتی ہے اس سے اپنے ایمان میں اضافہ کریں۔''

چنانچہ جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر دوسرے پروگراموں کا مختصر ذکر ہدیۂ قارئین ہے۔

....

مخزنِ تصاویر

جماعت احمدیہ عالمگیر کی تصاویر پر مشتمل آفیشل لائبریری 'مخزنِ تصاویر' کے نام سے موسوم ہے اور یہ لائبریری مرکز کے زیر انتظام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے 2006ء میں اس لائبریری کا نئے سرے سے اجراء ہوا اور تب سے یہ لندن میں قائم ہے۔

اس کے انچارج مکرم عمیر علیم صاحب نے بتایا کہ مخزن تصاویر کے قیام کا بنیادی مقصد جماعتی تصاویر کو اکٹھا کر کے ان کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کو باترتیب محفوظ کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک مستقل پراجیکٹ جاری ہے جس میں مختلف کیٹیگریز (categories) کے تحت تصاویر کو اکٹھا کر کے محفوظ کیا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے کرام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تصاویر کے علاوہ تاریخی اعتبار سے دیگر اہم شخصیات اور اہم تاریخی مواقع پر لی گئی تصاویر بھی اس لائبریری میں شامل ہیں۔ چنانچہ اس ذریعہ سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی 'تصویری تاریخ' محفوظ کی جا رہی ہے۔

اس پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے تمام ایسے افراد سے جن کے پاس جماعت احمدیہ کی تاریخ سے متعلق کسی قسم کی تاریخی تصاویر موجود ہیں، درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ہماری معاونت کریں اور ہمیں تصاویر اور ان سے متعلقہ تاریخی معلومات مثلاً بھیجنے والے کا نام، وہ تاریخ اور مقام جب یہ تصویر لی گئی وغیرہ کے ساتھ درج ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بھیجی گئی تصاویر کو اپنے ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے بعد آپ کو باحفاظت واپس کردی جائیں گی۔

Tahir House,Makhzan-e-Tasaweer
22 Deer Park Road,London
SW19 3TL
E-mail:info@makhzan.org
Tel: 00 44 20 8544 7630
www.makhzan.org

اسی طرح جماعتی لٹریچرز، سوونیئرز، کیلنڈرز وغیرہ میں طبع کرنے کے لئے تصاویر کی ضرورت ہو تو مخزن تصاویر سے جماعتی شعبہ، ادارے، تنظیم وغیرہ کے تحت طبع ہونے والے لٹریچر کی صورت میں تصاویر حاصل کی جا سکتی ہیں۔

جلسہ سالانہ یوکے 2006ء کے موقع پر پہلی مرتبہ مخزن تصاویر کی نمائش لگائی گئی۔ اس نمائش میں صرف چنیدہ تصاویر نمائش کی زینت ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت راہنمائی اور ہدایات کی روشنی میں طاہر ہاؤس لندن میں ایک مستقل نمائش لگی ہوئی ہے۔ اس نمائش کا افتتاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اکتوبر 2007ء میں فرمایا تھا۔ اسی طرح ایک اور مستقل نمائش قادیان بھارت میں بھی قائم کی گئی ہے جبکہ نسبتاً چھوٹی مگر مستقل نمائشوں کا اہتمام سپین اور ناروے میں بھی کیا گیا ہے۔

جلسہ کے ایام میں کثرت سے احباب نے اسے وزٹ کیا اور اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔

....

بکسٹال

جلسہ سالانہ کے موقع پر بک سٹال لگایا جاتا ہے جس میں مختلف زبانوں اور ممالک میں شائع ہونے والی کتب نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں۔ امسال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر بھی جماعتِ احمدیہ برطانیہ کے زیرِ انتظام بک سٹال لگایا گیا۔ بک سٹال کی مارکی 40 X 20 مکعب میٹر کی تیار کی گئی تھی جس میں ہزاروں کی تعداد میں کتب رکھی گئیں۔ جن زبانوں میں زیادہ تر کتب برائے فروخت تھیں ان میں عربی، اردو، انگریزی اور فرنچ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ بک سٹال جلسہ سالانہ کے اجلاسات کی کارروائی کے علاوہ دیگر اوقات میں کھلا رکھا جاتا رہا۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے مختلف رنگ ونسل کے متعدد ممالک سے تشریف لانے والے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں نے اس بکسٹال سے ہزاروں کی تعداد میں کتب خریدیں اور اپنی علمی اور روحانی پیاس بجھانے کے سامان کیے۔ اس بکسٹال میں جماعتی اخبارات و رسائل کی سالانہ خریداری حاصل کرنے کے لئے بھی ایک ڈیسک مخصوص کیا گیا تھا۔ احباب کے لئے یہ سہولت بھی موجود تھی کہ وہ کتب کی قیمت برٹش پاؤنڈز کے علاوہ یوروز اور ڈالرز میں بھی ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح قیمت کی ادائیگی بذریعہ کارڈ بھی کی جاسکتی تھی۔ اس موقع پر ہر سال کی طرح خاص طور پر ایک خوبصورت لفافہ (Carrier Bag) چھپوایا گیا جس میں کتب خریداران کو پیش کی جاتی رہیں۔ جلسہ سالانہ کے دیگر شعبہ جات کی طرح تیس سے زائد رضا کاران نے دین کی خدمت کے جذبہ کے تحت بکسٹال پر ڈیوٹی دی۔ اس بکسٹال میں پچیس سے زائد زبانوں میں تراجمِ قرآن کریم برائے فروخت موجود تھے۔ نابینا افراد کے لئے بریل میں قرآن کریم بھی دستیاب تھا۔ جلسہ گاہ لجنہ اماء اللہ میں الگ سے بکسٹال لگایا گیا تھا۔

....

ریویو آف ریلیجنز

1902ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے بابرکت ارشاد پر دنیا بھر میں بسنے والے انگریزی دان طبقہ تک اسلام کے پیغام کو پہنچانے کے لئے رسالہ 'ریویو آف ریلیجنز' کا اجراء کیا گیا تھا۔ یہ رسالہ اب بھی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہِ راست نگرانی میں نہ صرف دنیا کے کئی ممالک سے شائع کیا جا رہا ہے بلکہ باقاعدہ ایک ادارے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے جلسہ سالانہ کے موقع پر اس رسالہ کی نمائندگی میں سٹال لگایا جا رہا ہے۔

....

قرآن کریم کے نادر نسخوں کی نمائش

امسال 'ریویو آف ریلیجنز' کے زیرِ انتظام الگ سے مارکی کا انتظام کیا گیا تھا جس میں قرآن کریم کے نادر اور قیمتی قلمی و دیگر نسخوں پر مشتمل ایک نمائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس نمائش سے بھی شاملینِ جلسہ نے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔

....

کفنِ مسیح پر کام کرنے والے فوٹوگرافر کی آمد

قرآن کریم کے نادر نسخوں کی بابرکت نمائش کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور رہنمائی کے ساتھ اس دفعہ 'ریویو آف ریلیجنز' کے زیرِ انتظام پروفیسر باری ایم شوارٹز (Barrie M. Schwortz) کو بھی شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ موصوف 1978ء میں کفنِ مسیح پر تحقیق کے لئے جانے والے امریکی سائنسدانوں کی ٹیم کا حصہ تھے۔ آپ اس ٹیم کے آفیشل فوٹوگرافر کے طور پر اس تحقیق میں شامل رہے۔ موصوف ایک وفد کے ہمراہ اس جلسہ میں کفنِ مسیح کے چربہ (replica) کو لے کر شامل ہوئے، اسے نمائش کے لئے رکھا اور اس کے بارہ میں متعدد لیکچرز دیے۔ وہ اپنے ہمراہ حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ صلیب سے تعلق رکھنے والی متعدد چیزوں کو بھی لائے تھے۔ مزید برآں انہوں نے اپنی تحقیق کو الیکٹرانک انداز سے بھی اس موقعہ پر پیش کیا۔ موصوف ویب سائٹ www.shroud.com کے بانی اور مالک ہیں۔ اس ویب سائٹ پر ان کی جانب سے کی جانے والی تحقیق کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ احباب کو اس نمائش سے فائدہ اٹھانا چاہیے، شاملینِ جلسہ جوق در جوق اس مارکی میں جا کر معزز مہمان کے علم سے فائدہ اٹھاتے اور ان کی محنت کو سراہتے رہے۔ موصوف کے مطابق وہ بیس سالوں سے اس موضوع پر لیکچر دیتے چلے آ رہے ہیں لیکن یہ پہلا موقعہ ہے کہ انہیں کسی مسلمان تنظیم نے دعوت دی۔ انہوں نے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کا ذکر الفضل کے اِسی شمارہ میں صفحہ 2 پر موجود ہے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء کے اختتامی اجلاس کے موقع پر پڑھا جانے والا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فِکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے۔ نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لؤلوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیوں کر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی، کہاں مقدورِ انساں ہے
ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بُوئے ایماں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جَہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

خطبہ جمعہ

اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تجدید دین کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں دین کی اصل کو، اس کی بنیاد کو، اس کی حقیقی تعلیم کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور بدعات اور غلط روایات کو دُور کرنے کی نصیحت فرمائی۔ پس اس زمانے میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اُسوۂ حسنہ کا حقیقی نمونہ ہیں اور اس لحاظ سے ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ بھی مشعل راہ ہے۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ہمارے بزرگ آباء اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں روایات پہنچائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں بہت سے صحابہ موجود تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو ان دنوں میں توجہ بھی دلائی، نصیحت بھی کی یا ان کے رشتہ داروں کو توجہ دلائی کہ یہ روایات جمع کریں کیونکہ یہی چیزیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نصیحت اور حقیقی تعلیم اور بعض مسائل کا حل پیش کرنے والی ہوں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ بعض روایات اور ان سے لطیف استنباط کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو نصائح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو ہر بات ہی علمی پہلو لئے ہوئے ہے جو ہمارے لئے ضروری ہے اور عملی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ اس میں تربیت کے بہت سارے پہلو نکل آتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کی وضاحت ہو جاتی ہے، احادیث کی وضاحت ہو جاتی ہے اور اس سے ہمیں پھر فائدہ پہنچتا ہے۔ جو بھی احمدی اسے سنے گا، کسی کے ذریعہ سنے گا وہ فائدہ اٹھائے گا اور پھر یقیناً ان کو جمع کرنے والوں کے لئے دعائیں بھی کرے گا۔

جب میں نے صحابہ کا ذکر شروع کیا تھا تو کچھ لوگوں نے جو صحابہ کی اولاد میں سے ہیں خاندانی طور پہ ان کے خاندانوں میں جو روایات چل رہی ہیں وہ بھجوائی تھیں۔ تو ان کو چاہئے کہ یہ روایات باقاعدہ لکھ کر دفتر ایڈیشنل وکالت تصنیف میں بھجوا دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدا سے ہی اسلام کی ترقی کی ایک تڑپ تھی اور چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی عملی حالت درست کریں اور عملی حالت درست کرنے کے لئے سب سے ضروری چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا ہے، نمازیں پڑھنا ہے۔ اس لئے آپ نے قادیان کے رہنے والے جو مسلمان تھے ان کے لئے ایک انتظام فرمایا کہ وہ مسجد میں آ کر نماز پڑھا کریں۔

مسجدیں تو اب ہماری اللہ کے فضل سے دنیا میں ہر جگہ بن رہی ہیں لیکن ان کی آبادی کی طرف جس طرح توجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔ بعض جگہ سے شکایات آتی ہیں۔

مکرم الحاج یعقوب باؤ بنگ صاحب آف گھانا اور مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 ستمبر 2015ء بمطابق 18 تبوک 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تجدید دین کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں دین کی اصل کو، اس کی بنیاد کو، اس کی حقیقی تعلیم کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور بدعات اور غلط روایات کو دُور کرنے کی نصیحت فرمائی۔ پس اس زمانے میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اُسوۂ حسنہ کا حقیقی نمونہ ہیں اور اس لحاظ سے ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ بھی مشعل راہ ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ہمارے بزرگ آباء اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں روایات پہنچائیں۔ پرانے احمدیوں میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنے بزرگوں سے بعض واقعات اور روایات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں براہ راست سنی ہوں گی۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور آپ علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ تو بہرحال ان روایات کی اہمیت ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی ہے اور اپنے انداز کے مطابق ان باتوں سے جو بظاہر چھوٹی چھوٹی ہیں بہت سی نصیحت کی اور اسلام کی بنیادی تعلیم کی باتیں اخذ کی ہیں وہ اس وقت مَیں پیش کروں گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں بہت سے صحابہ موجود تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو ان دنوں میں توجہ بھی دلائی، نصیحت بھی کی یا ان کے رشتہ داروں کو توجہ دلائی کہ یہ روایات جمع کریں کیونکہ یہی چیزیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نصیحت اور حقیقی تعلیم اور بعض مسائل کا حل پیش کرنے والی ہوں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ایک بات جس کی طرف مَیں نے اس سال جماعت کو خصوصیت سے توجہ دلائی ہے۔ (جب یہ بات آپ فرما رہے ہیں) اور وہ اتنی اہم ہے (اس کی ساری بیک گراؤنڈ یہ ہے کہ ایک زمانے میں جماعت میں فتنہ اٹھا اس فتنے کو آپ بیان فرما رہے ہیں کہ کس طرح ہمیں روکنا چاہئے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہمیں پہنچتی ہے وہ ہمارے لئے مددگار ہوتی ہے ہمیں بہت سارے فتنوں سے بچانے والی ہوتی ہے اور بہت سی برائیوں سے روکنے والی ہوتی ہے۔ تو بہرحال آپ فرماتے ہیں) کہ جتنی بار اس کی اہمیت کی طرف جماعت کو متوجہ کیا جائے کم ہے اور وہ بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور آپ کے کلمات صحابہ سے جمع کرائے جائیں۔ فرماتے ہیں کہ ہر شخص جسے حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کی ایک چھوٹی سے چھوٹی بات بھی یاد ہو اس کا اس بات کو چھپا کر رکھنا اور دوسرے کو نہ بتانا یہ ایک قومی خیانت ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر کئی چھوٹی باتیں نتائج کے لحاظ سے بہت اہم ہوتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں اب یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے جو حدیثوں میں آتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دفعہ کدّو پکا۔ (ترکاری جو کدّو کی ہے۔) تو آپ نے بہت شوق سے اس سالن میں سے کدّو کے ٹکڑے نکال نکال کے کھانے شروع کئے یہاں تک کہ شوربے میں کدّو کا کوئی ٹکڑا نہ رہا اور آپؐ نے فرمایا کہ کدّو بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے۔ ممکن ہے کئی احمدی بھی سن کر یہ کہہ دیں کہ کدّو کے ذکر کی کیا ضرورت تھی (اور آجکل بعض پڑھے لکھے بھی زیادہ بنتے ہیں ان کو ان باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی یا وہ سمجھتے ہیں کہ معمولی بات ہے) مگر اس چھوٹی سی بات سے اسلام کو کتنا بڑا فائدہ پہنچا۔

ہم آج اپنے زمانے میں ان خرابیوں کا اندازہ نہیں کر سکتے جو مسلمانوں میں رائج ہوئیں مگر ایک زمانہ اسلام پر ایسا آیا ہے جب ہندوستان میں ہندو تمدن نے مسلمانوں پر اثر ڈالا اور اس اثر کی وجہ سے وہ اس خیال میں مبتلا ہو گئے کہ نیک لوگ وہ ہوتے ہیں جو گندی چیزیں کھائیں۔ (جو اچھی چیز نہ کھائیں، جو اعلیٰ قسم کی غذا نہ کھائیں، نیکی کا معیار یہ ہے۔ کیونکہ یہی فقیروں اور جوگیوں کا شیوہ ہے۔) اور جب بھی وہ کسی کو عمدہ کھانا کھاتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ کس طرح کہلا سکتا ہے۔ (یعنی کہ تصور ہی نہیں کہ کوئی بزرگ کہلائے اور پھر اچھا کھانا بھی کھا سکے۔)

آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مسجد اقصیٰ میں درس دے کر واپس اپنے گھر تشریف لے جا رہے تھے کہ جب آپ وہاں پہنچے (اُس زمانے میں جو اُس وقت کا قادیان ہے) جہاں نظارتوں کے دفاتر ہوتے تھے تو کہتے ہیں وہاں حضرت خلیفہ اول کو وہاں کے رہنے والے ایک ڈپٹی صاحب ملے جو ریٹائرڈ تھے اور ہندو تھے۔ انہوں نے کسی سے سن لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پلاؤ کھاتے ہیں اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ یعنی مستقل نہیں جب بھی مل جائے، میسّر ہو، جب پکا ہو تو کھاتے ہیں اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ وہ ہندو اس وقت اپنے مکان کے باہر بیٹھا تھا۔ حضرت خلیفہ اول کو دیکھ کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب! ایک بات پوچھنی ہے۔ مولوی صاحب نے (حضرت خلیفہ اول نے) فرمایا کہ فرماؤ کیا ہے؟ وہ کہنے لگا جی بادام روغن اور پلاؤ کھانا جائز ہے؟ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں یہ چیزیں کھانی جائز ہیں۔ (ہمیں تو کوئی روک نہیں۔) وہ پنجابی میں کہنے لگا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ فقراں نوں بھی کھانی جائز اے۔ یعنی فقرے جو ہیں، فقیر لوگ جو ہیں، اللہ کی طرف لَو لگانے والے لوگ ہیں ان کے لئے بھی کھانی جائز ہے؟ جو بزرگ ہوتے ہیں کیا ان کے لئے بھی یا جن کو بزرگ کہا جاتا ہے ان کے لئے بھی کھانی جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں تو فقیروں کے لئے ان سب کے لئے جائز ہے جو بھی بزرگ کہلانے والے ہیں۔ کہنے لگا اچھا جی۔ اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں دیکھو اس شخص کو بڑا اعتراض یہی سوجھا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح اور مہدی کس طرح ہو سکتے ہیں جب وہ پلاؤ کھاتے ہیں اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اگر صحابہ کا بھی ویسا ہی علمی مذاق ہوتا جیسے آجکل احمدیوں کا ہے اور وہ کدّو کا ذکر حدیثوں میں نہ کرتے تو کتنی اہم بات ہاتھ سے جاتی رہتی۔

حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جمعہ کے دن اچھا سا جُبّہ پہن کر مسجد میں آئے۔ اب اگر کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو یہ کہے کہ اچھے کپڑے نہ پہننا فقروں کی علامت ہے، (بزرگوں کی علامت ہے، نیکوں کی علامت ہے) تو ہم اسے اس حدیث کا حوالہ دے کر بتا سکتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نہایت تعہّد سے صفائی کرتے اور اعلیٰ اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے بلکہ آپ صفائی کا اتنا تعہّد رکھتے، (اتنی پابندی فرماتے) کہ بعض صوفیاء نے جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی گزرے ہیں یہ طریق اختیار کیا ہوا تھا کہ وہ ہر روز نیا جوڑا کپڑوں کا پہنتے تھے خواہ وہ دُھلا ہوا ہوتا اور خواہ بالکل نیا ہوتا۔

اب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی طبیعت میں بہت سادگی تھی، (بہت ساری باتوں کا ان کو خیال نہیں رہتا تھا) اور کام کی کثرت بھی رہتی تھی۔ اس لئے بعض دفعہ جمعہ کے دن آپ کپڑے بدلنا اور غسل کرنا بھول جاتے تھے اور انہی کپڑوں میں جو آپ نے پہنے ہوئے ہوتے تھے جمعہ پڑھنے چلے جاتے تھے۔ (اب یہ سادگی تھی۔ یہ کوئی اظہار نہیں تھا کہ ضرور فقیروں کا لباس ہونا چاہئے یا بزرگ کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ لباس نہ بدلا جائے بلکہ کام کی زیادتی کی وجہ سے خیال نہیں رہتا تھا تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میں نے جب آپ سے بخاری پڑھنی شروع کی تو ایک دن جبکہ میں بخاری پڑھنے کے لئے آپ کی طرف جا رہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھ لیا اور فرمایا کہاں جاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سوال میری طرف سے بھی مولوی صاحب سے کر دینا اور پوچھنا کہ کہیں بخاری میں یہ بھی آیا ہے کہ جمعہ کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے تھے۔ لیکن اب ہمارے زمانے میں صوفیت کے یہ معنی کر لئے گئے ہیں کہ انسان پراگندہ رہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) اس بات کا اگر وزن بنایا جائے تو یوں بنے گا کہ جتنا گندہ اتنا ہی خدا کا بندہ۔ حالانکہ انسان جتنا پراگندہ ہو اتنا ہی خدا تعالیٰ سے دُور ہوتا ہے۔ اسی لئے ہماری شریعت نے بہت سے مواقع پر غسل واجب کیا ہے اور خوشبو لگانے کی ہدایت کی ہے اور بدبودار چیزیں کھا کر مجالس میں آنے کی ممانعت کی ہے۔ (مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔) غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی سے دنیا فائدہ اٹھاتی چلی آئی اور اٹھاتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات سے بھی دنیا فائدہ اٹھائے گی اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو جمع کر دیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان نے مجھے بتایا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہوں مگر مجھے سوائے اس کے اور کوئی بات یاد نہیں کہ ایک دن جبکہ میں چھوٹا سا تھا میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے مصافحہ کیا اور تھوڑی دیر تک مَیں آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے برابر کھڑا رہا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہاتھ چھڑا کر کسی اور کام میں مشغول ہو گئے۔ اب بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے مگر بعد میں انہی چھوٹے چھوٹے واقعات سے بڑے بڑے اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے۔ مثلاً یہی واقعہ لے لو۔ اس سے ایک بات یہ ثابت ہوگی کہ چھوٹے بچوں کو بھی بزرگوں کی مجالس میں لانا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں لوگ اپنے بچوں کو بھی آپ کی مجالس میں لاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائیں جو کہیں کہ بچوں کو بزرگوں کی مجالس میں لانے کا کیا فائدہ ہے۔ ان مجالس میں صرف بڑوں کو شامل ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب فلسفہ آتا ہے تو ایسی بہت سی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ کہنا شروع کر دیا جاتا ہے کہ بچوں نے کیا کرنا ہے۔ پس جب بھی ایسا خیال پیدا ہوگا یہ روایت ان کے خیال کو باطل کر دے گی۔ اور پھر اس کی مزید تائید اس طرح ہو جائے گی کہ حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں بھی صحابہ اپنے بچوں کو لاتے تھے۔ اسی طرح اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی کام ہو تو اپنا ہاتھ چھڑا کر کام میں مشغول ہو جانا چاہئے کیونکہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جب اس بچے نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دیر تک پکڑے رکھا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ کر الگ کر لیا۔ آج یہ بات معمولی دکھائی دیتی ہے لیکن ممکن ہے کسی زمانے میں لوگ سمجھنے لگ جائیں کہ بزرگ وہ ہوتا ہے جس کا ہاتھ اگر کوئی پکڑے تو پھر وہ چھڑائے نہیں بلکہ جب تک دوسرا اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لئے رکھے وہ خاموش کھڑا رہے۔ ایسے زمانے میں یہ روایت لوگوں کے خیال کی تردید کر سکتی ہے اور بتا سکتی ہے کہ یہ لغو کام ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کام کرنا ہو تو اگر کسی نے پکڑا ہوا ہے چاہے وہ بچہ ہی ہو تو محبت سے دوسرے کا ہاتھ الگ کر دینا چاہئے۔ اس قسم کے کئی مسائل ہیں جو ان روایات سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ آج ہم ان باتوں کی اہمیت نہیں سمجھتے (یہ اس زمانے کی بات ہے جب صحابہ زندہ تھے اس وقت آپ ان کو فرما رہے ہیں) مگر جب احمدی فقہ، احمدی تصوّف اور احمدی فلسفہ بنے گا تو اس وقت یہ معمولی نظر آنے والی باتیں اہم حوالے قرار پائیں گی اور آج بھی ان کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے فلسفی جب ان واقعات کو پڑھیں گے تو کود پڑیں گے (یعنی حیرانی اور خوشی سے اچھل پڑیں گے) اور کہیں گے کہ خدا اس روایت کو بیان کرنے والے کو جزائے خیر دے کہ اس نے ہماری ایک پیچیدہ گتھی سلجھا دی۔ (جب ایسے مسائل سامنے آئیں گے، ایسے واقعات سامنے آئیں گے جن سے مسائل حل ہوتے ہوں تو وہ فلسفی جن کو دین سے تعلق ہے، وہ بجائے اِدھر اُدھر دیکھنے کے اس روایت بیان کرنے والے کو دعا دیں گے۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔) یہ ایسا ہی واقعہ ہے جیسے اب ہم حدیثوں میں پڑھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سجدے میں گئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت چھوٹے بچے تھے آپ کی گردن پر لاتیں لٹکا کر بیٹھ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک کہ وہ خود بخود الگ نہ ہو گئے۔ اب اگر کوئی اس قسم کی حرکت کرے تو ممکن ہے بعض لوگ اسے بے دین قرار دے دیں اور کہیں کہ اسے خدا کی عبادت کا خیال نہیں، اپنے بچے کے احساسات کا خیال ہے۔ مگر ایسا شخص جب بھی یہ واقعہ پڑھے گا اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کا خیال غلط ہے اور وہ چُپ کر جائے گا (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سامنے ہے۔) گو ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو پھر بھی خاموش نہ رہ سکیں۔ چنانچہ ایک پٹھان کا قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے قدوری میں یہ پڑھا (یہ واقعات کی ایک کتاب ہے) کہ حرکت صغیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (یہ جو اس قسم کی حرکتیں ہوتی ہیں۔ کوئی چھوٹی حرکت بھی ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے) اس کے بعد وہ حدیث پڑھنے لگا۔ (یہ واقعہ پڑھنے کے بعد پھر اس نے حدیث پڑھی اور اس میں یہ حدیث آ گئی) کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ جب نماز پڑھی تو اپنے ایک بچے کو اٹھا لیا۔ جب رکوع اور سجدہ میں جاتے تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔ وہ یہ حدیث پڑھتے ہی کہنے لگا۔ اس طرح تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ٹوٹ گئی۔ کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت صغیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ گویا ان کے نزدیک شریعت بنانے والا کنز (مراد کنزالعمال) یا قدوری کا مصنف تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے۔ تو ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں کہ باوجود واضح مسئلے

کے اسے ماننے سے انکار کر دیں مگر ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ پس اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ (نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس بات کا علم ہے وہ چھوٹی سی ہے بلکہ خواہ کس قدر چھوٹی بات ہو بتا دینی چاہئے۔ خواہ اتنی ہی بات ہو کہ میں نے دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام چلتے چلتے گھاس پر بیٹھ گئے کیونکہ ان باتوں سے بھی بعد میں اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک دفعہ بعض دوستوں سمیت باغ میں گئے اور آپ نے فرمایا آؤ بے دانہ کھائیں (جو شہتوت کی ایک قسم ہے) چنانچہ بعض دوستوں نے چادر بچھائی اور آپ نے درخت جھڑوائے اور پھر سب ایک جگہ بیٹھ گئے اور انہوں نے بے دانہ کھایا۔ اب کئی لوگ بعد میں ایسے آئیں گے جو کہیں گے کہ نیکی اور تصوّف یہی ہے کہ طیّب چیزیں نہ کھائی جائیں۔ ایسے آدمیوں کو ہم بتا سکتے ہیں کہ تمہاری یہ بات بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو بے دانہ جھڑوا کر کھایا تھا۔ یا بعد میں جب بڑے بڑے متکبر حاکم آئیں گے اور وہ دوسروں کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کچھ کھانے میں ہتک محسوس کریں گے تو ان کے سامنے ہم یہ پیش کر سکیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو بے تکلّفی کے ساتھ اپنے دوستوں سے مل کر کھایا پیا کرتے تھے۔ تم کون ہو جو اس میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہو۔ تو بعض باتیں گو چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے آئندہ زمانوں میں بڑے اہم مذہبی، سیاسی اور تمدّنی مسائل حل ہوتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ پس جن دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شکل دیکھنے یا آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا ہو انہیں چاہئے کہ وہ ہر بات خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی لکھ کر (خوب) محفوظ کر دیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لباس کی طرز یاد ہے تو وہ بھی لکھ کر بھیج دے۔

(ماخوذ از مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر، انوار العلوم جلد 14 صفحہ 552 تا 556)

آپ نے اس زمانے میں فرمایا اور اس کے بعد پھر صحابہ نے اپنی روایات جمع بھی کرنی شروع کیں، لکھوانی شروع کیں اور صحابہ کی روایات، واقعات کے بہت سارے رجسٹر بن چکے ہیں۔ ان کو ایک دفعہ مَیں بیان بھی کر چکا ہوں۔ پہلے تو یہ ہاتھ سے لکھے گئے تھے اب نئے سرے سے کمپوز کئے جا رہے ہیں تا کہ اگر کتابی صورت میں شائع کرنے ہوں تو شائع بھی ہو جائیں۔ اور بہت سارے ایسے ہیں کہ اگر تضاد نہیں تو دوسرے حوالوں سے بعض دفعہ پوری طرح ملتے نہیں۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض اور روایات ان کی روایات کی نسبت زیادہ واضح ہیں تو ان کو نئے کمپوز کرتے وقت چھوڑا بھی گیا ہے۔ لیکن چھوٹی چھوٹی باتیں بہت ساری سامنے آ جاتی ہیں۔ بعض کمپوز کرنے والے ہمارے علماء بھی ایسے ہیں جو بعض باتوں کی سفارش کر کے بھجوا دیتے ہیں کہ ان کو رکھنے کی ضرورت نہیں، اس سے تو یہ اثر پڑ سکتا ہے اور وہ اثر پڑ سکتا ہے۔ جب مَیں خود ان کو پڑھتا ہوں تو کئی روایات میں نے دیکھی ہیں کہ ان علماء کی بلا وجہ کی احتیاط ہے۔ ان روایات کو آنا چاہئے۔ بہر حال یہ روایات جمع ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے سامنے کسی وقت میں پیش بھی ہو جائیں گی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ایک فائدہ یہ ہو گا کہ اگر آئندہ کسی زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو کہیں (مثلاً ایک اور چھوٹی سی بات ہے) کہ ننگے سر رہنا چاہئے تو ان کے خیالات کا ازالہ ہو سکے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں موجود ہیں۔ (اب ننگے سر رہنا بھی ایک چھوٹی سی بات ہے۔ عام لوگ بعض دفعہ نمازیں وغیرہ ننگے سر پڑھ لیتے ہیں تو ان روایات سے اس طرف بھی توجہ ہو جاتی ہے کیونکہ بہت سارے واقعات ایسے بھی ہیں جس میں مسجد کے آداب، نماز کے آداب، بڑی مجالس میں بیٹھنے کے آداب کا ذکر ہوتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں موجود ہیں) اور آپ ہی شارع نبی ہیں۔ (یعنی شریعت جاری کرنے والے آپؐ ہی ہیں۔) مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ قریب کے مامور کی باتیں شارع نبی کی باتوں کی مصدّق سمجھی جاتی ہیں۔ (ان کی تصدیق کرنے والی ہوتی ہیں۔) آجکل یہ کہا جاتا ہے کہ جن فقہ کی باتوں پر امام ابوحنیفہ نے عمل کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے سچا قرار دیا ہے انہی کو لوگ سچی حدیثیں سمجھیں گے اور جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضعی قرار دیا ہے (یعنی خود بنائی گئی ہیں یا ان کی صحت نہیں ہے) ان حدیثوں کو لوگ بھی جھوٹا سمجھیں گے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ باتیں بھی ایسی ہی اہم ہیں جیسی حدیثیں کیونکہ یہ باتیں حدیثوں کا صدق یا کذب معلوم کرنے کا ایک معیار ہوں گی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ان روایات میں بیشک بعض ایسی باتیں بھی ہو سکتی ہیں جنہیں اس زمانے میں (یعنی ان کا جو دور تھا حضرت مصلح موعود کے وقت میں یا اس وقت) شائع کرنا مناسب نہ ہو مگر انہیں بہرحال محفوظ کر لیا جائے یا بعض ایسی روایات ہیں جنہیں آج بھی شاید پرنٹ نہ کیا جائے، شائع نہ کیا جائے لیکن جو روایات صحابہ سے ہمیں مل رہی ہیں محفوظ بہرحال ہونی چاہئیں اور بعد میں جب مناسب موقع ہو انہیں شائع کر دیا جائے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ”سلطنت برطانیہ تا ہشت سال۔ بعد ازاں ایّام ضعف و اختلال“۔ آپ فرماتے ہیں کہ مگر یہ الہام اس وقت شائع نہ کیا گیا بلکہ ایک عرصے کے بعد شائع کیا گیا۔ اب بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد کا ذکر ہے۔ اس کے بعض اور پہلو بھی لئے جا سکتے ہیں۔ دنیا میں سلطنت برطانیہ جس طرح پھیلی ہوئی تھی وہ پھر آہستہ آہستہ کمزور بھی ہوتی چلی گئی اور یہ نہیں کہ ایک دم ہو گئی بلکہ اس کمزوری کو ایک وقت اور عرصہ لگتا ہے تو اس کے آثار شروع ہو گئے۔ بہرحال جو بھی تھا یہ ایک الہام تھا اس کی مختلف توجیہیں کی جا سکتی ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ ایسے واقعات کو ریکارڈ میں لے آیا جائے مگر شائع اس وقت کیا جائے جب خطرے کا وقت گزر جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ اس کام کو مکمل کر لیا جائے۔ اور اللہ کے فضل سے جیسا کہ میں نے کہا ان روایات کو صحیح رنگ میں مکمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اسی ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی آج دنیا میں کتنی بڑی عزت ہے مگر یہ عزت اس لئے ہے کہ انہوں نے دوسروں سے روایات جمع کی ہیں۔ (اس لئے جو صحابہ کی اولاد ہے اگر ان کے پاس روایات ہوں تو انہیں ان کو بھی آگے دینا چاہئے۔ اگر ان کی صحت باقی روایات سے ثابت ہو گئی تو ان کو بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض روایات رجسٹر میں مکمل نہ آئی ہوں اور صحابہ کے خاندانوں میں یہ روایات چل رہی ہوں تو وہ لکھ کے بھجوا سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے یہ بھی فرمایا اور یہ صحیح بھی ہے، حقیقت ہے کہ یہ روایات بیان کرنے والوں کے لئے ایک زمانے میں دعائیں کی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے کیونکہ انہوں نے بہت سارے مسائل حل کر دیئے۔) آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ قدرتی طور پر ایسے مواقع پر از خود دعا کے لئے جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں کل ہی کلید قرآن سے ایک حوالہ نکالنے لگا۔ (آیت نکالنی تھی) تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ آیت دیر سے ملے گی۔ مگر اس کلید قرآن سے مجھے فوراً آیت مل گئی۔ کہتے ہیں جس پر میں نے دیکھا کہ لاشعوری طور پر میں دو تین منٹ نہایت خلوص سے اس کے مرتب کرنے والے کے لئے دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے مدارج بلند کرے کہ اس کی محنت کی وجہ سے آج مجھے یہ آیت اتنی جلدی مل گئی ہے۔

(ماخوذ از مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر، انوار العلوم جلد 14 صفحہ 556 تا 558)

اب یہ چیزیں بڑی آسان ہو گئی ہیں۔ اب تو لٹریچر کمپیوٹر میں مل جاتا ہے۔ آجکل تو اور بھی زیادہ آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ تو جنہوں نے ان پروگراموں کو بنا کر کمپیوٹر میں ڈالا ہے ان کے لئے بھی دعائیں ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو ہر بات ہی علمی پہلو لئے ہوئے ہے جو ہمارے لئے ضروری ہے اور عملی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ اس میں تربیت کے بہت سارے پہلو نکل آتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کی وضاحت ہو جاتی ہے، احادیث کی وضاحت ہو جاتی ہے اور اس سے ہمیں پھر فائدہ پہنچتا ہے۔ جو بھی احمدی اسے سنے گا، کسی کے ذریعہ سنے گا وہ فائدہ اٹھائے گا اور پھر یقیناً ان کو جمع کرنے والوں کے لئے دعائیں بھی کرے گا۔ پس یہ ایک بڑی اہم چیز ہے لیکن بعض دفعہ انسان اس پر پوری توجہ نہیں دیتا۔

مجھے یاد ہے جب میں نے صحابہ کا ذکر شروع کیا تھا تو کچھ لوگوں نے جو صحابہ کی اولاد میں سے ہیں خاندانی طور پہ ان کے خاندانوں میں جو روایات چل رہی ہیں وہ بھجوائی تھیں۔ ان کو چاہئے کہ یہ روایات باقاعدہ لکھ کر دفتر ایڈیشنل وکالت تصنیف میں بھجوا دیں۔ پھر اگر انہوں نے بھیجنی ہوں گی تو روایات کی جو متعلقہ کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ ان کو بھجوا دیں گے۔

ایک اور واقعہ میں اس وقت بیان کرتا ہوں جو آج بھی بعض سوال اٹھانے والوں کا جواب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدا سے ہی اسلام کی ترقی کی ایک تڑپ تھی اور چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی عملی حالت درست کریں اور عملی حالت درست کرنے کے لئے سب سے ضروری چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا ہے، نمازیں پڑھنا ہے۔ اس لئے آپ نے قادیان کے رہنے والے جو مسلمان تھے ان کے لئے ایک انتظام فرمایا کہ وہ مسجد میں آ کر نماز پڑھا کریں۔ اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ غیر احمدیوں کو جواب دیتے ہوئے جو یہ کہا کرتے تھے، اُس وقت بھی الزام لگاتے تھے اور آج بھی الزام لگاتے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نئی شریعت لے آئے تو ان کو حضرت مصلح موعودؓ جواب دے رہے ہیں کہ ”حضرت مرزا صاحب یعنی مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ احمدیہ کے قیام سے پہلے یہاں کے لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ نماز کی طرف توجہ نہیں کرتے خود آدمی بھیج بھیج کر ان کو مسجد میں بلوانا شروع کیا۔ (اب مسلمانوں میں اعتراض کرنے والے تو ہیں لیکن آج بھی اور ہمیشہ سے یہ اکثریت کی حالت ہے کہ نماز کی طرف توجہ کم ہے تو آدمی بھیج کر لوگوں کو بلوانا شروع کیا۔) تو لوگوں نے یہ عذر کرنا شروع کر دیا (کیونکہ زیادہ تر زمیندار پیشہ تھے، غریب لوگ تھے) کہ نمازیں پڑھنا امراء کا کام ہے۔ (امیروں کا کام ہے، ہمارا نہیں۔) ہم غریب لوگ کمائیں یا نمازیں پڑھیں۔ (مزدوری کریں یا پانچ وقت کی نمازیں پڑھتے رہیں گے۔) کہتے ہیں کہ اگر نہ کریں گے تو بھوکے رہیں گے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انتظام کیا کہ ٹھیک ہے تم نماز پڑھنے آیا کرو ایک وقت کا کھانا تمہیں مل جایا کرے گا۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد چند دن کھانے کی خاطر پچیس تیس آدمی مسجد میں نماز کے

لئے آ جایا کرتے تھے مگر آخر میں سست ہو گئے اور صرف مغرب کے وقت جس وقت کھانا تقسیم ہوتا تھا، اس وقت آ جاتے تھے۔ آخر پھر یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ شوق تھا۔ کس لئے؟ کہ تا کہ اسلام کی حقیقی تصویر نظر آئے اور آپ کے اس شوق کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے آپ کی مراد پوری کر دی اور اس وقت (جب آپ یہ ذکر کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ) قادیان میں اب چار مسجدیں ہیں اور دو تو بہت عالیشان مساجد ہیں اور پانچوں وقت یہاں نماز ہوتی ہے اور نماز سے پُر رہتی ہیں۔"

(ماخوذ از قادیان کے غیر از جماعت احباب کے نام پیغام، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 76)

پس اس بات کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تڑپ تھی کہ اپنے دعویٰ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ نمازوں کی طرف آؤ۔ باجماعت نمازیں پڑھو۔ مسجدیں آباد کرو۔ مسجدیں تو اب ہماری اللہ کے فضل سے دنیا میں ہر جگہ بن رہی ہیں لیکن ان کی آبادی کی طرف جس طرح توجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔ بعض جگہ سے شکایات آتی ہیں۔ بلکہ ربوہ میں، قادیان میں، پاکستان کی مختلف مساجد میں وہاں کے رہنے والے جو احمدی ہیں ان کو چاہئے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں جو احمدی ہیں اپنی مساجد کو آباد کرنے کی کوشش کریں۔ دوسرے اس اعتراض کا بھی جواب یہاں مل جاتا ہے، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں، مجھے بھی لکھتے ہیں کہ مساجد میں نوجوانوں کو لانے کے لئے وہاں انہوں نے کھیلوں کا انتظام کر دیا ہے کہ لڑکے شام کو آئیں اور کھیلیں اور گویا کہ کھیل کا لالچ دے کر نماز پڑھائی جاتی ہے۔ تو یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعض فنکشنز پر کھانے کے انتظامات ہوتے ہیں تو لوگ اس لئے فنکشنز پہ آتے ہیں یا نمازیں پڑھنے کے لئے آتے ہیں کہ کھانا کھاتے ہیں۔ یہ تو ایک بدظنی ہے جو بعض لوگ کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال مساجد کے ساتھ جہاں ہال بنائے گئے یا بعض مربیان، مبلغین جو خود نوجوان ہیں اور کھیلنے والے ہیں انہوں نے گراؤنڈز میں کھیلنا شروع کیا، نوجوانوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا۔ تو اس سے ایک فائدہ بہرحال ہو رہا ہے کہ اس وقت سے مساجد کم از کم ایک دو نمازوں کے لئے مساجد آباد ہوتی ہیں۔ اور اس سے نوجوانوں کی توجہ بھی پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ کہنا کہ یہ کوئی جرم ہے کہ مساجد کے ساتھ کھیلوں کے ہال کیوں بنا لئے گئے یا مساجد میں لانے کے لئے اور بعض فنکشنوں پہ لانے کے لئے کھانے کے انتظام کیوں کئے گئے یہ غلط اعتراض ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ اس طرح ہو سکتا ہے اور ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

اب نمازوں کے بعد میں دو جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ایک الحاج یعقوب باؤ بنگ صاحب آف غانا کا ہے جو 30/اگست 2015ء کو انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک اندازے کے مطابق ان کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔ ان کا تعلق گھانا کے وسطی ریجن سے تھا اور آپ کے دادا جو تھے یہ عیسائی تھے لیکن انہوں نے دوسری شادی کر لی۔ جب دوسری شادی کر لی تو پریسبیٹیرین چرچ (Presbyterian Church) نے ان کو چرچ سے نکال دیا۔ اس بات پہ پھر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور موحد بن کے اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی۔ بعد میں یہ احمدی بھی ہو گئے۔ پھر الحاج یعقوب صاحب کے دادا نے، ان کا نام ابراہیم اودو پو تھا، حج پر جانے کے لئے پیسے جمع کئے۔ اس زمانے میں جب پیسے جمع کئے تو یہ احمدی تھے۔ جب وہ سالٹ پانڈ (Saltpond) پہنچے تو وہاں مشنری انچارج نے انہیں تحریک کی کہ آجکل ہیڈ کوارٹر کی تعمیر ہو رہی ہے اس کے لئے ہم چندہ جمع کر رہے ہیں تو انہوں نے وہ رقم جو جمع کی تھی وہ مسجد کی تعمیر اور ہیڈ کوارٹر کی تعمیر کے لئے دے دی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی زندگی دی کہ لمبے عرصے کے بعد پھر انہوں نے اپنے پوتے کو اپنے خرچ پر حج کروایا۔ الحاج یعقوب صاحب بھی بہت مخلص اور محنتی اور قربانی کی روح رکھنے والے تھے۔ جب مولوی عبدالوہاب آدم صاحب گھانا کے امیر منتخب ہوئے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کو وہاں بھجوایا تو آپ نے گھانا مشن کو تبلیغ کو تیز کرنے کی ہدایت بھی فرمائی تھی۔ الحاج یعقوب صاحب نے اس وقت داعیان الی اللہ کے لئے ایک گاڑی پیش کی جس کے اوپر لکھا ہوا ہوتا تھا۔ Ahmadiyya Muslim Preacher Association۔ اور پھر انہوں نے اس کے ذریعہ سے بہت سارے تبلیغی پروگرام کئے۔ پھر ان کی یہ بھی خوبی تھی کہ جہاں ایک جماعت بنتی، نومبائعین جمع ہو جاتے تو آپ وہاں اپنے خرچ پر مسجد بنواتے۔ اور واقفین اور مبلغین کی بہبود کا بڑا خیال رکھنے والے تھے۔ آپ کے دو بیٹے بھی وقف زندگی ہیں۔ ایک مرکزی مبلغ ہیں ابراہیم بن یعقوب صاحب جو ٹرینیڈاڈ میں ہمارے مشنری انچارج اور امیر ہیں اور دوسرے وہاں کے لوکل مشنری ہیں نورالدین باؤ بنگ صاحب جو اس وقت شمالی علاقے میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ الحاج باؤ بنگ صاحب ربوہ بھی گئے تھے۔ موصی بھی تھے۔ اور اللہ کے فضل سے تمام جائیداد اور آمد کا حساب ان کا صاف تھا۔ جب میں گھانا میں تھا اس وقت میں نے دیکھا ہے بڑے پُر جوش داعی الی اللہ تھے اور ہر وقت تیار رہتے تھے اور خوش مزاجی بھی ان میں تھی اور اس کے ساتھ ہی عاجزی بھی بے انتہا تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولادوں کو بھی اور ان کی نسلوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کا ہوگا۔ یہ ہمارے دیرینہ خادم سلسلہ ہیں۔ دفتری غلط فہمی کی وجہ سے ان کا جنازہ پہلے نہیں پڑھا جا سکا تھا۔ 3/ستمبر کو 97 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1918ء میں یہ مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب چیمہ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ مولوی صاحب نے 24/نومبر 1944ء کو زندگی وقف کی۔ 3/جون 1946ء میں قادیان پہنچے اور ان کی باقاعدہ ریٹائرمنٹ 1978ء میں ہوئی لیکن 1993ء تک آپ ری ایمپلائی (reemploy) ہوتے رہے۔ جماعتی خدمات باقاعدہ کارکن کی حیثیت سے انجام دیتے رہے۔ لیکن اس کے بعد بھی تادم آخر انہوں نے رضاکارانہ طور پر جماعت کا بہت سارا کام خاص طور پر پروف ریڈنگ وغیرہ کا کام کیا۔ لکھتے ہیں کہ ان کے والد کرم الٰہی صاحب نے 1898ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور پھر ایک سال کے بعد ان کے دادا چوہدری جلال دین صاحب نے بیعت کی۔ ان کے والد کا جماعت سے، خلافت سے بڑا مضبوط تعلق تھا اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی رہنمائی فرماتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفہ اول کی فوری طور پر انہوں نے بیعت کی اور حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد فوری طور پر انہوں نے خلافت ثانیہ کی بیعت کی بلکہ ان کو خواب میں دکھایا گیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آئندہ خلیفہ ہیں۔ ان کی وصیت تھی اور انہوں نے 1/8 کی وصیت کی ہوئی تھی۔

مولوی صاحب خود ہی اپنے وقف ہونے کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ میں ابھی گود میں تھا۔ غالباً جلسہ سالانہ قادیان 1919ء یا 1920ء کا تھا کہ زنانہ جلسہ گاہ میں حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے مستورات میں تقریر کی کہ بیبیو! ہم تو بوڑھے ہو رہے ہیں، اب دین کی خدمت کے لئے قائمقاموں کی ضرورت ہے۔ تم اپنے بچوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کرو۔ ان کو قادیان دینی تعلیم کے لئے بھیجو۔ اس تقریر کے دوران والدہ صاحبہ نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا اور دعا کی کہ یہ بچہ 'فضل الٰہی' خدا کی راہ میں وقف کروں گی۔ چنانچہ 1931ء میں جب آپ مڈل میں داخل ہوئے تو آپ کے والد صاحب نے آپ کو والدہ کے اس عہد کے متعلق بتایا اور کہا کہ اگر تم دنیاوی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہو تو میں تمہیں بعد میں جب تعلیم حاصل کر لو تو اتنی میری پوزیشن ہے کہ تحصیلدار لگوا سکتا ہوں جو اس زمانے میں بڑا اعزاز تھا۔ لیکن آپ نے فوراً کہا کہ میں وقف کر کے قادیان دارالامان جاؤں گا۔ 23/فروری 1947ء کو آپ دیگر مربیان کے ہمراہ مشرقی افریقہ میں ممباسہ کی بندرگاہ پر پہنچے۔ ان مربیان میں میر ضیاء اللہ صاحب، مولوی جلال الدین صاحب قمر، سید ولی اللہ شاہ صاحب، حکیم محمد ابراہیم صاحب اور مولوی عنایت اللہ صاحب شامل تھے اور مشرقی افریقہ میں رئیس التبلیغ شیخ مبارک احمد صاحب تھے۔ ایک لمبا عرصہ ان کو کینیا میں، سورینام میں، گیانا میں، ایران میں، مبلغ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ پھر اس کے بعد مرکزی دفاتر میں انجمن میں اور تحریک جدید میں خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جب قواعد وصیت پر غور کے لئے کمیٹی بنائی تو حضرت مولوی صاحب بھی اس کے ممبر تھے۔ آپ نے عربی، انگریزی اور فرنچ میں تقریباً گیارہ کتابیں لکھیں۔ ان کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی تو چوہدری محمد دین صاحب کی بیٹی کے ساتھ تھی جو سیالکوٹ کے ساہی تھے۔ دوسری شادی ان کی ماریشس میں ہوئی۔ قبولیت دعا کا اپنا بچپن کا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ایک دفعہ جب آپ کی عمر دس بارہ سال تھی آپ کی والدہ شدید بیمار ہو گئیں اور بچنے کی امید نہیں رہی تو آپ کہتے ہیں اس تصور سے کہ والدہ فوت ہو جائیں گی میرا دل بیٹھ گیا۔ میں نے دعا کی کہ اے میرے خدا! کیا اسی عمر میں مجھے ماں کے سائے سے محروم کر دے گا۔ کہتے ہیں ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ والد صاحب گھر سے نکل کر میری طرف آتے دکھائی دیئے اور آتے ہی کہا کہ فضل الٰہی! تیری والدہ ٹھیک ہو گئی۔

کبابیر، فلسطین میں بھی یہ رہے ہیں۔ شریف عودہ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ فلسطین میں 1966ء تا 68ء اور 77ء تا 81ء رہے۔ کبابیر میں قیام کے دوران تبلیغ اور تربیت کے کام بہت محنت اور لگن سے کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے گھروں میں جا کر دین کے درس اور تفسیر القرآن کے درس دیتے تھے۔ احمدیہ سکول کبابیر کے انتظامی معاملات کو بہت بہتر کیا۔ اسی طرح کثرت سے تبلیغی دورے کیا کرتے تھے اور مختلف جگہوں پر جا کر جماعتی لیف لیٹس تقسیم کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں میں چھوٹا تھا لیکن ان کے ساتھ تبلیغی دوروں پر جایا کرتا تھا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ مرحوم بہت محنت کرنے والے اور دین کی خدمت کرنے کی ایک مثال تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام أَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِيْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے اور کبھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ وہاں ایک مجلّہ بھی آپ نے "البشریٰ" شائع کیا اور خود ہی اس پر کام کرتے تھے۔ خود ہی اس کی کمپوزنگ کرنا اور لکھنا چھاپنا یہ سارا کچھ آپ کے سپرد تھا اور کبابیر کی جو مسجد ہے اس کی ابتدا بھی آپ نے ہی کی تھی اور بنیادی اینٹ بھی آپ نے رکھی تھی۔

ایک دفعہ آپ نے بتایا کہ 1940ء میں آپ کے والد حضرت کرم الٰہی صاحبؓ جب ریٹائر ہو گئے تو گھر میں بہت تنگی کا سامنا ہوا۔ یہاں تک کہ جب قادیان میں پڑھتے تھے۔ تو وہاں مدرسہ احمدیہ کو فیس بھی نہ ادا کر سکتے تھے۔ ایک دن پرنسپل صاحب (ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ) کی طرف سے نوٹس ملا کہ سات یوم کے

اندر فیس ادا کرو ورنہ مدرسے سے نکال دیئے جاؤ گے۔ اس پر آپ نے مدرسہ جانا چھوڑ دیا۔ کچھ دن کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) نے بلایا کہ مدرسہ کیوں نہیں آ رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ فیس نہ تھی اور شرمندگی کی وجہ سے آنا چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے کہا کہ فیس کا انتظام مَیں کر دیتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ صدقہ مَیں نے نہیں لینا۔ قرضہ حسنہ دے دیں۔ اس طرح آپ نے اپنی تعلیم جاری رکھی۔ مگر 1940ء سے 1942ء تک حالات نہایت غربت کے تھے۔ فاقہ کشی کی کیفیت رہی۔ کہتے ہیں ایک دفعہ تو یہ حالت تھی کہ چھپن گھنٹے تک کچھ کھانے کو نہ ملا مگر کسی سے ذکر تک نہ کیا اور چھپّن گھنٹے کے بعد ایک دوست نے کہا کہ آج آپ میرے ساتھ کھانا کھائیں۔ اس طرح چھپن گھنٹے کے بعد ایک روٹی خدا تعالیٰ نے آپ کو کھلائی اور اس ایک روٹی کے بعد پھر 48 گھنٹے فاقہ رہا۔ کہتے ہیں کہ یہ فاقہ کشی جو تھی یہ شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے برداشت کی ٹریننگ تھی۔ تبلیغ کی مشکلات میں یہ ہمیشہ میرے کام آیا۔ تبلیغ کی مشکلات کا کئی دفعہ ذکر کیا۔ افریقی دوستوں کے ساتھ تبلیغی دورے پر جاتے تھے تو فاقے کرنے پڑتے تھے۔ کبھی اچھا کھانا مل جاتا تھا اور جو کچھ میسر ہوتا کھا لیتے اور کبھی یہ دل میں خیال نہیں آیا کہ ہم دین کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ پس یہ بات آج کے واقفین زندگی کو سامنے رکھنی چاہئے۔ آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ ہی حالات تو بہت بہتر ہیں اور کبھی ایسی نوبت نہیں آتی کہ کسی کو فاقہ کرنا پڑے۔

آپ نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی۔ میٹرک کے بعد وقف کیا اور اپنی آخری سانس تک اس عہد کو پورا کیا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ ان کی پوتی نے یہ لکھا ہے کہ دادا جی بہت کم اپنے حالات کا ذکر کرتے تھے جو ان کو تبلیغ کے راستے میں پیش آئے ہیں۔ لیکن ایک بات انہوں نے بتائی کہ جب تبلیغ کے لئے جاتے تو صبح دو روٹیاں بنا لیتے۔ ایک صبح کھا لیتے اور دوسری ساتھ باندھ لیتے۔ راستے میں کہیں بھی پانی یا چائے کے ساتھ کھا لیتے اور اس کی تصدیق جب افریقہ میں رہے ہیں تو وہاں کے لوگوں نے بھی کی کہ اس طرح دو روٹیاں بناتے تھے اور تبلیغ کے سفر پہ نکل پڑتے تھے۔

سورینام کے مبلغ لکھتے ہیں کہ 1970ء تا 72ء میں ان کو مبلغ سلسلہ گیانا کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی اور آپ نے سورینام کے مختلف جگہوں کے متعدد دورے کئے۔ 25/اپریل 1971ء کو جماعت کی پہلی مسجد کے افتتاح کی تاریخی سعادت حاصل کی۔ موصوف نے انتہائی نامساعد حالات میں بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ یہاں وقت گزارا۔ غیر مبائعین کی مخالفت کے علاوہ (وہاں غیر مبائعین بھی بہت زیادہ ہیں) اُس وقت جماعت کے اندر خواجہ اسماعیل کا ایک گروہ پیدا ہو چکا تھا جنہوں نے آپ کے لئے بہت مشکلات پیدا کیں اور ہر ممکن کوشش کی کہ مسجد کی زمین جماعت کے نام نہ ہو مگر آپ نے بڑے حوصلے کے ساتھ ان مشکلات کا سامنا کیا اور پوری تندہی کے ساتھ خدمات سلسلہ میں مصروف رہے۔ پیغام حق پہنچانے کے ساتھ مرکز کو بھی تفصیلی طور پر جماعتی حالات سے آگاہ رکھا اور پھر انہوں نے 1972ء میں خلیفۃ المسیح الثالث کو لکھا کہ سرینام میں مسجد اور مشن ہاؤس سے جماعت کو ایک مرکز میسر آ گیا ہے مگر گیانا میں اب تک کسی قسم کا مرکز نہیں ہے۔ وہ مرکز سے محروم ہے اور بارہ سال سے وہاں مبلغ سلسلہ ہے جس کی وجہ سے میرے دل میں بڑی تڑپ ہوتی ہے کہ وہاں بھی مسجد بنے۔ ماریشس میں جب رہے ہیں تو وہاں کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ بڑے خاص حالات میں ان کی وہاں تقرری ہوئی تھی۔ 1954ء میں جب مکرم بشیر الدین عبید اللہ صاحب کی بعض لوگوں نے بات ماننے سے انکار کر دیا اور جماعت وہاں دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حصہ اطاعت سے باہر جانے لگا اور انہوں نے اپنی علیحدہ ایسوسی ایشن بنالی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کو جو (اس وقت) فلسطین میں تھے پیغام دیا کہ فوری طور پر ماریشس پہنچیں۔ آپ ماریشس پہنچے تو آپ کے خلاف امیگریشن میں شکایت کر دی گئی۔ لیکن ان کے پاس کیونکہ برٹش نیشنیلٹی تھی اس لئے حکومت کو بہرحال ان کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت دینی پڑی۔ انہوں نے بڑی حکمت سے حالات کا جائزہ لیا اور پھر مسجد پہ جو منافقین نے قبضہ کیا ہوا تھا یا مرتدین نے قبضہ کیا ہوا تھا اس کو بڑی حکمت سے بڑے طریقے سے (ختم کرایا)۔ آپ مسجد میں گئے اور وہاں نمازیں پڑھانی شروع کیں اور آہستہ آہستہ جو مبائع جماعت تھی اس کو دوبارہ مسجد میں جمع کرنا شروع کیا اور یہیں اس دوران میں ماریشس میں ان کی دوسری شادی بھی ہوئی تھی۔ یہاں انہوں نے فرنچ میں بعض کتابیں بھی لکھیں جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اللہ کے فضل سے جماعت کو وہاں اس فتنے سے بچایا اور نئے سرے سے جماعت کو جمع کر دیا۔ ایک ہاتھ پہ اکٹھا کر دیا۔

مسجد مبارک میں جمعہ پڑھنے کی بڑی خواہش ہوتی تھی اور جس شخص سے انہوں نے جمعہ پر جانے کے لئے کہا ہوا تھا کہ مجھے اپنی کار پہ لے جایا کرو، بڑھاپے میں بھی اس کا انتظار کرتے تھے اور اس لئے کہ اس کو تکلیف نہ ہو اور انتظار نہ کرنا پڑے اپنے گھر کے دروازے کے باہر ہی کرسی بچھا کر بیٹھ جاتے تھے تاکہ جب بھی وہ آئیں فوری طور پر ان کے ساتھ جاسکیں۔ غریبوں کی مدد کرتے تھے جو بھی ان کی توفیق تھی۔ ایک دفعہ ایک غریب نے لکھا کہ آپ میرے بچے کا تعلیمی خرچ بھجواتے ہیں اس دفعہ اس کو کچھ زیادہ رقم کی ضرورت ہے تو زیادہ پیسے کا منی آرڈر بھجوا دیں۔ کبھی گھر میں کسی سے ذکر نہیں کیا۔ اتفاق سے ان کی بہو کے ہاتھ ایک خط لگا تو اس سے پتا لگا کہ یہ چھپ کے خاموشی سے غریبوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ ان کی بہو کہتی ہیں ایک دفعہ میں نے ان سے کہا باہر تبلیغ کا کوئی واقعہ سنائیں۔ تو کہتے ہیں ایک واقعہ میں تمہیں آج سنا دیتا ہوں۔ کہنے لگے کہ میرا یہ معمول تھا کہ ہر روز نماز فجر کے بعد تھوڑا تھوڑا اندھیرا ہوتا تھا کہ میں تبلیغ کے لئے نکل جاتا تھا اور شام کو واپس آتا تھا۔ ایک دن جب میں شام کو گھر واپس آیا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ میرے گھر کے باہر جمع ہیں۔ میں پریشان ہوا کہ اللہ خیر کرے یہ لوگ میرے انتظار میں کیوں کھڑے ہیں۔ اتنے میں دُور سے ہی انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ مولانا صاحب مبارک ہو، مبارک ہو۔ میں نے پوچھا کس بات کی مبارک۔ لوگوں نے بتایا کہ آج صبح جب آپ گئے ہیں تو ایک شیر اور آپ اکٹھے پیدل چل رہے تھے۔ یا تو شیر آپ کے آگے آگے چلتا تھا اور آپ شیر کے پیچھے پیچھے ہوتے تھے یا پھر آپ آگے آگے چل رہے ہوتے تھے اور شیر آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوتا تھا لیکن خدا نے آپ کو سلامت رکھا۔ اس بات کی ہم مبارکباد دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں بہت سارے لوگوں نے جنگل میں اپنے کام کرتے ہوئے اس طرح دیکھا۔

بڑے تہجد گزار تھے۔ بڑی رقّت سے نمازیں پڑھنے والے۔ بہت سارے مبلغین نے، دوسروں نے ان کے بارے میں حالات لکھے ہیں۔ اور حقیقت میں یہ بڑے متوکّل انسان، بڑے باہمت، صابر اور دین کا درد رکھنے والے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے تھے۔ جو بھی چند ایک واقعات بیان ہوئے ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ خلافت سے بھی ان کا بے انتہا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی نیکیوں پر قائم رکھے۔

☆......☆......☆

بقیہ:...... حکایت دل
از صفحہ 15 ....

نے ایک دفعہ ایسے ہی موقع پر تجربہ کیا تو ثابت ہوا کہ حضورؑ کو سب سے زیادہ محبت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے تھی۔

گنبد بنانے کی ہدایت

27 مئی 2015ء کو ہانوؤ کی مسجد کا افتتاح تھا۔ یہ نمازیوں کی گنجائش کے لحاظ سے صوبہ ہیسن کی سب سے بڑی مسجد ہے جو ایک سابقہ سپر مارکیٹ کو تبدیل اور میناروں کا اضافہ کر کے بنائی گئی ہے۔ حضور نے معائنہ کے دوران مسجد میں گنبد کا اضافہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر اپنی بات کو واضح کرنے کے لئے کاغذ پر خاکہ بنا کر سمجھایا کہ اس طرح کا گنبد فلاں جگہ پر ہونا چاہئے۔ شعبہ جائیداد نے اس خاکہ کے مطابق تکنیکی نقشہ بنا کر کے حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور جماعتی عمارتوں کے نقشہ جات پر خاص توجہ فرماتے ہیں۔ فورسہائم میں مسجد پر گنبد تو تھا لیکن اس کا ڈیزائن روایتی گنبد سے بہت ہٹ کر تھا۔ حضور نے اس گنبد کو مروّجہ طریق کے مطابق کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جامعہ احمدیہ میں اسمبلی ہال کی بڑی دیوار پر اسلامی طرز تحریر کے مطابق خوشخط آیات لگانے کا ارشاد فرمایا۔ حضور مساجد اور جماعتی عمارتوں کے متعلق مخصوص اسلامی طرز تعمیر کو مدنظر رکھنے کو پسند فرماتے ہیں۔

محترمہ بوخھولز صاحبہ

ہاناؤ میں ممبر قومی اسمبلی محترمہ بوخھولز صاحبہ، جو کہ لیفٹ پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں، بھی تشریف لائی تھیں۔ ان کا جماعت کے ساتھ دیرینہ قریبی تعلق ہے۔ انہیں پہلے بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ گزشتہ سال جماعت کے خلاف چلنے والی مہم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہمارے پروگراموں میں حسب سابق شامل ہوئیں۔ افتتاح والے دن بھی کچھ اخباروں نے مسجد کے افتتاح کا ذکر کرتے ہوئے ان الزامات کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اس بات کی مذمت کی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ افتتاحی تقریب کے بعد کھانے کے وقت لارڈ میئر صاحب نے حضور سے اپنے اگلے پروگرام میں شرکت کے واسطے اجازت لی تو حضور کی دائیں جانب ان کو بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اس موقع پر حضور نے جو خطاب فرمایا اس سے متأثر ہو کر ضلع کمشنر، جناب پیپا صاحب نے عرض کیا کہ اس کی نقل ان کو دی جائے۔ پھر کہنے لگے کہ وہ چاہتے ہیں کہ یہ خطاب انٹرنیٹ پر لگایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے پڑھ سکیں۔ حضور نے ان کی درخواست قبول فرمائی۔

حضور کی ہدایت پر عمل کی کوشش

حضور نے پچھلے سال جماعت جرمنی کو ایک نصیحت یہ بھی فرمائی تھی کہ جب آپ یہ سمجھیں کہ ہمیں پتہ ہے اور ہم یہ کام کر لیں گے اور ڈھیلے (Relax) پڑ جائیں تب ہی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ گزشتہ سال حضور کی موجودگی میں کم و بیش ہر تقریب میں مجھ سے کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی تھی۔ اس دوران حضور نے ایک مرتبہ بھی نہیں فرمایا کہ آپ بار بار غلطی کیوں کر رہے ہیں؟ اشارہ تک نہیں فرمایا۔ دورہ کے بعد برادرم حافظ فرید خالد صاحب (سیکرٹری تبلیغ) نے تشخیص کی کہ میں بھی آرام یافتہ ہو گیا ہوں اور یہی خرابی کی اصل جڑ ہے۔ چنانچہ اس مرتبہ میں نے ہر ایک بات لکھ کر کم از کم تین مرتبہ اونچی آواز سے پڑھ کر اس کی باقاعدہ مشق کی۔ اگرچہ مساجد کی تقریبات میں وہی فقرے بار بار دہرائے جاتے تھے لیکن حضور کے ارشاد کے پیش نظر ہر مرتبہ نئے سرے سے مشق کرتا تھا۔ اسی طرح طریق کار میں بھی کچھ تبدیلیاں کیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس دفعہ مساجد کے کسی پروگرام میں غلطی نہیں ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

خلافت کا جداگانہ معاملہ

بار بار کا مشاہدہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام مروّجہ اور ثابت شدہ اصول خلیفہ وقت کے متعلق امور میں معطل ہو جاتے ہیں۔ جب تک حضور کی ہدایات پر من و عن عمل نہ کیا جائے ناممکن ہے کہ کوئی چھوٹا سا کام بھی درست چل سکے۔ یہاں تک کہ کسی کام کے لئے حضور ایسی ہدایت دیں جو کہ بظاہر لاتعلق ہو تو بھی عین حضور کی ہدایت پر عمل کرنے سے ہی فائدہ ہوتا ہے اور جس طرح ہمارے خیال اور بار بار کے تجربہ کے مطابق ہونا چاہئے، اس طرح فائدہ نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ کینسر کے ایک مریض کا معاملہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا۔ فرمایا کچھ نہیں ہوگا۔ پھر فرمایا فلاں عضو کے لئے فلاں دوا اچھی ہے وہ استعمال کریں۔ عرض کیا گیا کہ حضور ان کو بیماری فلاں عضو میں ہے۔ فرمایا اس عضو کے لئے بھی وہ دوا اچھی ہے۔ وہی استعمال کریں۔ میں

نے ساری گفتگو کے پیش نظر مریض کو کہا کہ اب ہرگز حضور کی بتائی ہوئی دوا کو مت چھوڑنا۔ آپ کو اب انشاء اللہ اسی دوا سے شفا ہوگی۔ چنانچہ آٹھ نو سال سے اس مریض کو دیکھ رہا ہوں کہ بالکل ٹھیک ہے اور رپورٹس کے مطابق کینسر کا کوئی نشان نہیں۔ جبکہ اطباء کے تجربہ کے مطابق اس عضو کے کینسر والے مریض چھ ماہ سے پانچ سال تک ہی جیتے ہیں اور بہت کم دس سال تک۔

اصل بات یہ نہیں کہ معاملہ کیا ہے اور ہدایت کیا ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ حضور کی ہدایت پر پورا عمل کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر حضور کی کسی ہدایت پر اس شعور کے ساتھ عمل کیا جائے کہ یہ خلیفہ وقت کی ہدایت ہے اور ہم نے اس پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق عمل کرنا ہے تو سارا معاملہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ورنہ چوپٹ۔

آمین کی تقاریب

حضور انور کے دورہ کے دوران ہمیشہ متعدد تقاریب آمین منعقد ہوتی ہیں۔ ایک وقت میں پچیس بچوں کی آمین ہوتی ہے جو ایک قطار میں بیٹھ جاتے ہیں اور باری باری حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک ایک آیت پڑھتے ہیں۔ ان میں بعض بچے تو بہت ہی کم عمر ہوتے ہیں۔ بعض غلطیاں بھی کرتے ہیں اور پہلی مرتبہ پڑھنے والے بچے سے غلطی تو متوقع ہی ہوتی ہے۔ اس مرتبہ ایک دن ایک بچی نے عرض کیا کہ بغرض برکت حضور اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیں۔ ایک دن ایک بچی نے درخواست کی کہ وہ حضور کے ہاتھ کا بوسہ لینا چاہتی ہے۔ حضور نے دونوں دفعہ ان بچوں کی درخواست قبول فرمائی۔ ایک دن ایک لڑکا سامنے رکھے قرآن کریم کی بجائے بار بار اپنے والد صاحب کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ حضور نے پیار سے اس کی گردن پکڑ کر اس کا چہرہ اس وقت تک قرآن کریم کی جانب کئے رکھا جب تک کہ اس نے تلاوت مکمل نہ کر لی۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ اسی طرح جماعت کا رخ بھی درست سمت میں موڑے رکھتا ہے۔ چھوٹے بچوں کی یہ بے تکلف اور بے ساختہ مجلس حضور پسند فرماتے ہیں۔ ان تقریبات کے نتیجہ میں بچوں اور ان کے خاندانوں کا خلافت سے تعلق بھی بڑھتا ہے اور قرآن کریم سیکھنے کی طرف توجہ بھی۔ شائد اسی لئے حضور اس پروگرام کو بہت وقت دیتے ہیں۔

حیرت انگیز یادداشت

30 مئی 2015ء کو یونیورسٹیوں کے احمدی طلباء کے ساتھ ملاقات تھی۔ کچھ عرصہ قبل بھی ایک ایسی ہی ملاقات میں حاضر ہونے کا موقع ملا تھا۔ اُس وقت ایک نوجوان نے حضور سے کمپیوٹر میں مصنوعی عقل کے موضوع پر ایک سوال کیا تھا۔ اس دفعہ پھر اسی طالب علم نے اسی موضوع پر سوال کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ حضور نے ایسے ایسے فرمایا تھا اس بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے یوں نہیں کہا تھا بلکہ یوں کہا تھا۔ الفاظ میں معمولی لیکن اہم فرق تھا۔ مجھے موضوع میں دلچسپی کی وجہ سے یاد تھا کہ حضور نے ویسے ہی فرمایا تھا۔ یہ پہلا موقع نہیں بلکہ متعدد بار حضور کی حیرت انگیز یادداشت ملاحظہ کرنے کا تجربہ ہوا ہے۔ مثلاً حضور نے ایک جرمن مہمان کو عندالملاقات فرمایا کہ میں آپ سے پہلے مل چکا ہوں۔ مہمان کو تو خیر اچھی طرح یاد تھا چنانچہ اس نے اسی وقت تصدیق کی کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ جبکہ مجھے بھول چکا تھا اور حضور کے بیان فرمانے پر ہی یاد آیا کہ واقعی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ درمیانی عرصہ میں حضور مختلف ممالک میں سینکڑوں مہمانوں سے ملاقاتیں فرما چکے ہوں گے لیکن ان صاحب کو دیکھتے ہی معین طور پر فرمایا کہ میں آپ سے پہلے بھی مل چکا ہوں۔

ترجمہ کے متعلق احتیاط

4 جون کو گیزی صاحب جو کہ وفاقی پارلیمنٹ میں اپوزیشن لیڈر اور لیفٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں، ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ گیزی صاحب انگریزی نہیں بولتے اس لئے ترجمہ کی ضرورت پیش آئی۔ حضور اس سلسلہ میں بہت احتیاط فرماتے ہیں۔ چنانچہ اس ملاقات سے پہلے ایک دن حضور نے نماز ظہر سے قبل دریافت فرمایا کہ فلاں تقریب میں مترجم نے اپنی طرف سے مرچ مصالحے تو نہیں لگائے؟ خاکسار نے عرض کیا [میں خیال نہیں کرتا کہ انہوں نے ایسا کیا ہو]۔ پھر حضور نے ایک اور تقریب کے مترجم کے متعلق بھی یہی فرمایا کہ انہوں نے اپنی طرف سے مرچ مصالحے تو نہیں لگائے؟ میں نے پھر یہی عرض کیا کہ [میں خیال نہیں کرتا کہ انہوں نے ایسا کیا ہو]۔ چنانچہ اس پس منظر میں گھبراہٹ تھی۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ترجمہ درست ہو گیا۔ حضور دوران گفتگو مختلف حکمتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت نپے تلے الفاظ استعمال فرماتے ہیں اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ترجمہ عین حضور کے الفاظ کے مطابق ہو۔

زبان کے متعلق حضور کا طریق

بارہا ایسا ہوا ہے کہ کوئی مہمان عرض کرتا ہے کہ میں جرمن میں بات کروں گا۔ اس پر ہمیشہ حضور فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے، لیکن مجھے اجازت دیں مَیں اردو میں بات کروں گا۔ کوئی ایک بھی موقع ایسا نہیں جب کسی مہمان نے جرمن میں بات کی ہو اور حضور نے انگریزی میں جواب دیا ہو۔ البتہ سوال انگریزی میں ہو تو حضور جواب بھی انگریزی میں عطا فرماتے ہیں۔

سعادت مند سیاستدان

خیر ملاقات شروع ہوئی۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت ہی مسرت ہوئی کہ گیزی صاحب نے نہایت سادگی اور انکسار سے بات کی۔ وہ بار بار کہتے۔ یور ہولی نیس! فلاں مسئلہ ہے، فلاں مسئلہ ہے اور ہمارے پاس اس کا کوئی حل نہیں۔ آپ رہنمائی فرمائیں۔ ان کی حیثیت کے سیاستدانوں میں عموماً جو تکبر اور نخوت پائی جاتی ہے اس سے بالکل پاک دکھائی دیئے۔ گیزی صاحب جرمنی کے عقلمند ترین سیاستدانوں میں شامل سمجھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے اس روز یہ بات ثابت کر دی۔ حضور نے ان کی پارٹی کی کامیابی اور اوپر آنے کے لئے دعا بھی کی۔ کوئی ایک بھی مسئلہ مجھے یاد نہیں جس میں ان کی رائے حضور سے مختلف ہو۔ کئی امور میں حضور ایک بات فرماتے اور گیزی صاحب اس کی تائید میں مثالیں دیتے۔ یا گیزی صاحب ایک بات کرتے اور حضور اس کے متعلق مثالیں دیتے۔

سخت انتباہ

ایک موقع پر، جب امن عالم کے قیام کے متعلق بات ہو رہی تھی، حضور نے گیزی صاحب کو فرمایا کہ امن وَمَن کوئی نہیں ہونا۔ میری یہ بات لکھ لیں۔ اگر نئی اقوام متحدہ نہ بنائی گئی اور انصاف نہ کیا گیا تو تیسری جنگ عظیم ضرور ہوگی۔ حضور کا اشارہ سیکیورٹی کونسل میں ویٹو کے غیر منصفانہ قانون کی طرف تھا۔

ہیسن کے اپوزیشن لیڈر جلسہ پر

ابھی وفاقی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر، گیزی صاحب، کا تذکرہ گزرا ہے جو جمعرات کو حاضر ہوئے تھے۔ جمعہ والے دن، جو کہ جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا، صوبہ ہیسن، جس میں فرینکفورٹ بھی واقع ہے، کی صوبائی اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر تشریف لائے۔ انہوں نے نیچے بیٹھ کر حضور کا خطبہ جمعہ سنا حالانکہ غیر مسلم احباب کو اس طرح نیچے بیٹھنے کی عادت نہیں ہوتی۔ انہیں کرسی پیش بھی کی گئی تھی لیکن انہوں نے باقی احباب کی طرح نیچے بیٹھنا پسند کیا۔ شیفر۔ گمبل صاحب ایس پی ڈی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے دو سال قبل حضور کو پارٹی کے پارلیمانی وفد سے ملاقات کے لئے مدعو بھی کیا تھا۔ اور پچھلے سال جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور کو صوبائی اسمبلی میں خطاب کی دعوت بھی دی۔

خلیفہ وقت کے سامنے صرف مستند بات کی جائے

جلسہ پر ہفتہ کے روز غیر احمدی احباب سے خطاب ہوتا ہے جس میں حضور انگریزی میں خطاب فرماتے ہیں۔ اس روز جب حضور نماز مغرب و عشاء کے لئے تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ کتنے جرمن میٹنگ میں شریک تھے۔ میرا ایک اندازہ تو تھا لیکن معیّن علم نہیں تھا اس لئے خاموش رہا۔ اتنے میں حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اتنے لوگ تھے۔ حضور نے دوبارہ دریافت فرمایا۔ نیز فرمایا میرے خیال میں اتنے ہوں گے۔ میں پھر خاموش رہا۔ لوگوں نے پھر وہی عدد پیش کیا کہ اتنے لوگ تھے۔ لیکن حضور نے ان کی بات کی طرف بالکل توجہ نہ فرمائی۔ چنانچہ بعد میں شعبہ رجسٹریشن سے مہمانوں کی لسٹ لے کر نام بنام حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ نسلاً جرمن کم و بیش اتنے ہی تھے جتنا حضور نے اندازہ بیان فرمایا تھا۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ تعداد جو اس روز حضور کی خدمت میں بار بار بیان کی جا رہی تھی اس کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ قرآن کریم فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل: 37)۔ یعنی جس بات کا پورا اور صحیح علم نہ ہو اس کے بارہ میں کوئی موقف اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ خلیفہ وقت کے سامنے تو اس احتیاط کی بہت زیادہ ضرورت ہے، صرف مستند بات ہی پیش کرنی چاہئے۔

حضور کی دلجمعی اور ارتکاز توجہ

حضور جو کام بھی کرتے ہیں پوری توجہ اور آہستگی کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضور جب کسی سے مخاطب ہوتے ہیں تو چہرہ پوری طرح اس کی طرف پھیر کر بات فرماتے ہیں۔ جب تک بات مکمل نہ ہو جائے آگے نہیں بڑھتے۔ مذکورہ بالا واقعہ میں جب حضور نے خاکسار سے جرمن مہمانوں کی تعداد دریافت فرمائی تو کچھ لوگ میرے آگے آ گئے۔ لیکن حضور ٹھہر کر مسلسل خاکسار کی طرف متوجہ رہے۔ بیچ میں آ جانے والوں کو حضور نے کچھ نہیں فرمایا۔ بس چہرہ مبارک میری طرف برقرار رکھا حالانکہ میں نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ آخر لوگ حضور کی توجہ دیکھ کر خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔

ایک مرتبہ ایک لارڈ میئر ملاقات کے لئے آیا۔ گفتگو شروع ہوئی تو اس نے بہت سے سوال کئے۔ حضور نے تحمل سے اس کے تمام سوالات کے جواب دیئے۔ ہر بار حضور پوچھتے کہ بات سمجھ آ گئی ہے؟ وہ آگے سے پھر سوال کر دیتا تو آپ پھر پورا جواب دیتے۔ مقررہ وقت سے بہت زیادہ دیر ہو گئی۔ لیکن وہ سب سوال کر چکا تو تب ہی ملاقات ختم ہوئی۔

حیرت انگیز صبر و تحمل

اس ضمن میں میرے لئے سب سے حیران کن معاملہ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ پر پیش آیا۔ حضور غیر احمدی احباب سے خطاب فرما رہے تھے اور محترمی ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم ساتھ ساتھ ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ ہیوبش صاحب جس جگہ بیٹھے تھے وہاں شائد آواز صاف نہیں آ رہی تھی، نیز بیماری کی وجہ سے انہیں مکمل توجہ قائم رکھنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ چنانچہ وہ بار بار حضور سے بات دوبارہ دریافت کرتے۔ اس پر حضور وہی جملہ ان کی طرف رُخ کر کے مکرّر ارشاد فرماتے۔ کم و بیش ہر جملہ پر ایسا ہوتا رہا اور سارا خطاب اسی طرح رک رک کر اور فقرے دہراتے ہوئے مکمل ہوا۔ میں حیرت زدہ بیٹھا یہ نظارہ دیکھتا رہا۔ اس دوران حضور نے ایک مرتبہ بھی نہ تو اکتاہٹ کا اظہار کیا، نہ ہی ہیوبش صاحب کو کچھ فرمایا، نہ مترجم تبدیل کرنے کا حکم دیا۔

حضور کی خاموشی اور حیا

حضور میں ایک خاص وصف، جو بہت ہی بڑھا ہوا ہے، حیا کا ہے۔ جب معلوم ہو جائے کہ مخاطب لاعلم ہے یا مزید بات کی تو اس کی پردہ دری ہوگی تو بالکل خاموش ہو جاتے ہیں۔ مزید بات کر کے اسے شرمندہ نہیں ہونے دیتے۔ حضور سے زیادہ خاموشی اختیار کرنے والا اور حضور سے زیادہ خاموشی سے کام لینے والا شخص نہیں دیکھا گیا۔ مثلاً اسی مذکورہ بالا واقعہ میں جب بار بار مہمانوں کی تعداد کے متعلق ایک عدد حضور کے سامنے پیش کیا گیا تو حضور نے اس کے بارہ میں کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔ بس خاموشی اختیار فرمائی اور توجہ نہیں دی۔ اگر جرح فرماتے تو بیان کرنے والوں کو شرمندگی ہوتی۔

میں نے اپنی متعدد غلطیوں کا ذکر کیا ہے، جو کہ میری کُل غلطیوں کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ لیکن کبھی آج تک ایک دفعہ بھی حضور نے مجھے ٹوکا نہیں، کبھی باز پرس نہیں کی، کبھی پوچھا نہیں کہ ایسا کیوں کیا یا ایسا کیوں نہیں کیا؟ اگر ضروری ہو تو حضور ہلکا سا اشارہ ایسے رنگ میں فرما دیتے ہیں کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ جیسا کہ تحائف کے متعلق بجٹ رکھنے کا واقعہ مذکور ہو چکا ہے۔

حضور کسی سے ناراض ہوں تو بھی لوگوں کے سامنے اس کے ساتھ سلوک میں فرق نہیں آتا۔ انسان کو علم نہ ہو تو کبھی نہیں بتا سکتا کہ حضور فلاں سے ناراض ہیں۔ دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھنے اور اس کی پردہ دری سے حیا کا یہ بھی ایک نمونہ ہے۔ البتہ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کو تکلیف پہنچے تو پھر لوگوں کے سامنے بھی اظہار ناراضگی فرما دیتے ہیں۔

ایک بیان اور میری پریشانی

7 جون کو ایک عالم اور ایک اہم سفارتکار کے ساتھ ملاقات تھی۔ سفارتکار سے گفتگو کرتے ہوئے حضور نے امریکہ کے متعلق ایک بات بیان فرمائی اور میری طرف دیکھا۔ میری تو جان ہی نکل گئی۔ بات یہ تھی کہ اس سے چند دن پہلے ہی مَیں نے اسی معاملہ کے متعلق کچھ معلومات حضور کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ گو مجھے یقین تھا کہ حضور صرف میری مہیا کردہ معلومات پر انحصار نہیں فرما رہے اور میں نے پوری تسلی اور تحقیق کے بعد وہ امور پیش کئے تھے۔ لیکن اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر سفارتکار نے بات سے انکار کر دیا تو میری مہیا کردہ معلومات کی ثقاہت پر سوالیہ نشان لگ جائے گا۔

میں نے سوچا کہ شائد کوئی اور بات بھی ہو جو میرے علم میں نہ ہو۔ ایک سیکنڈ میں پتہ نہیں کیا کیا خیالات میرے دماغ سے گزر گئے۔ سفارتکار کہنے لگا کہ ہاں اخباروں میں ایسا رپورٹ ہوا ہے لیکن پتہ نہیں صحیح ہے کہ غلط۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر یہ بات غلط ہے تو کیا سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے اس کی تردید کی ہے؟ اب پھر میری حالت غیر کہ خدا جانے کہیں سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے تردید کر ہی دی ہو اور مجھے علم نہ ہو۔ مَیں دل میں کہوں اللہ میاں یہ موضوع ختم کیوں نہیں ہوتا؟ اب پھر سفارتکار کی جانب دیکھنے لگا کہ کیا کہتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہاں تردید تو نہیں کی، شائد وہ جان بوجھ کر غلط معلومات پھیلنے دینا چاہتے ہیں۔

حضور اس کمزور جواب پر مسکرا کر اگلے موضوع کی طرف متوجہ ہوئے تو میری مشکل آسان ہوئی۔

منیر عودہ صاحب کے ساتھ کُشتی

چند سالوں سے جلسہ سالانہ جرمنی کے آخری روز بیعت کی تقریب ہوتی ہے۔ یہ بیعت اردو میں ہوتی ہے اور اس کا ساتھ ساتھ جرمن میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔ جب پہلی دفعہ بیعت کی یہ تقریب جرمنی میں منعقد ہوئی تو جرمن ترجمہ پڑھنے کی خدمت میرے سپرد کی گئی۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ ایسا میری بلند آواز نیز رواں ترجمہ کرنے کے تجربہ کی بنا پر کیا گیا۔ حضور بیعت کے دوران بسا اوقات کسی لمبے جملے کو چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم فرما دیتے ہیں اور کبھی دو چھوٹے فقروں کو اکٹھا ارشاد فرماتے ہیں۔ جرمن اور اردو میں جملوں کی ساخت مختلف ہونے کی بنا پر محض جرمن جملے کو توڑنے یا دو جملوں کو جوڑنے کی بجائے فوری طور پر نئے ترجمہ کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ بات کی ترتیب الٹ سکتی ہے۔

بہرحال بیعت شروع ہوئی تو معلوم ہوا کہ میرے مائیک کی آواز بہت بلند تھی۔ اچانک ایک ہاتھ نے مجھ سے مائیک لینے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے مائیک مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ پھر دوسری اور تیسری دفعہ یہی کوشش کی گئی مگر اس ہاتھ کو بدستور کامیابی نہ ہوئی۔ چوتھی بار میں نے مائیک چھوڑ دیا۔ اس پر مجھے ایک اور مائیک دیا گیا جس کی آواز قدرے کم تھی۔ بعد میں منیر عودہ صاحب جو ایم ٹی اے میں خدمت کرتے ہیں، بہت ہنسے کہ آپ تو مائیک کو جکڑ کر بیٹھے تھے۔ عرض کیا کہ مجھے صرف آپ کا ہاتھ نظر آ رہا تھا اور نگاہ اٹھانے کا اس وقت میں متحمل نہ ہوسکتا تھا کیونکہ توجہ مکمل طور پر حضور کے الفاظ اور جرمن ترجمہ پر مرکوز تھی۔ مجھے خطرہ تھا کہ اگر نگاہ اُٹھائی تو توجہ بکھر جائے گی۔ اس خیال سے کہ کوئی غیر متعلق شخص مجھ سے مائیک نہ لے لے اس کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ جب چوتھی بار کوشش ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ سیکیورٹی والوں کی نگاہوں کے سامنے مسلسل کوشش کرنے والا یہ شخص غیر متعلق نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس مرتبہ مائیک چھوڑ دیا۔

101 سالہ جنرل سیکرٹری

تقریب بیعت کے بعد جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس کا آغاز ہوا۔ مہمانوں کا تعارف کروانے کا موقع آیا تو خاکسار نے مذکورہ بالا سفارتکار کے متعلق بتانا تھا کہ وہ 2014ء سے خارجہ پالیسی پر ایک مشہور جرمن تھنک ٹینک کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ ان کے متعلق میرے پاس کافی معلومات تھیں کہ وہ کب پیدا ہوئے، کب کس ملک میں سفیر رہے وغیرہ۔ لیکن وقت کی مناسبت سے میں نے چاہا کہ صرف ایک ہی سطر پڑھوں۔ چونکہ اکثر تاریخیں انیس سو کچھ کی تھیں اس لئے روانی میں ان کے اس تھنک ٹینک کے جنرل سیکرٹری ہونے کی تاریخ 2014ء کی بجائے 1914ء پڑھ گیا۔ اس پر حضور نے فرمایا 1914ء یا 2014ء؟ پھر فرمایا کہ 1914ء ہے تو پھر تو یہ 101 سال سے جنرل سیکرٹری ہیں۔

اس جگہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ میں نے اپنے نوٹ کو ایک ہی سطر سمجھتے ہوئے اس کی مساجد کے پروگراموں کی طرح باقاعدہ مشق نہیں کی تھی۔ چنانچہ ایک بار پھر ثابت ہؤا کہ خلیفہ وقت کی ہدایات پر مکمل عمل کے بغیر ایک سطر کا کام بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ضدّی خاتون

جون کی 9 تاریخ کو ایزرلوہن کی مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔ اس تقریب میں صوبائی اسمبلی کے ایک ممبر کے ساتھ علاقہ کے پروٹسٹنٹ چرچ کی نمائندہ بھی آئیں۔ پروگرام شروع ہونے سے قبل ان کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ حضور سے مصافحہ پر اصرار کر رہی ہیں۔ جب ان سے بات شروع کی تو وہ دونوں مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ بالکل پریشان نہ ہوں ہم مصافحہ کریں گے۔ دیکھنا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اب مجھے معاملہ کی سنگینی کا احساس ہوا۔ چنانچہ میں ان کو بتاؤں کہ یہ اسلامی تعلیم کے مطابق درست نہیں اور آپ سے اس بات کو مدنظر رکھنے کی درخواست ہے۔ اور وہ کہیں کہ ہم اپنی ذمہ داری پر ایسا کریں گے آپ نے ہمیں بتا دیا ہے آپ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ یہ جرمنی ہے۔ یہاں کے دستور اساسی میں مرد و عورت برابر ہیں اور ان میں امتیاز کرنا منع ہے۔ آپ کو ہمارے دستور پر عمل کرنا اور یہاں کی روایات کا خیال رکھنا چاہئے۔ غرض لمبی بحث شروع ہوگئی۔ وہ مہمان تھے لیکن اپنی بات پر مُصر۔ جبکہ ذمہ داری میری تھی۔ میں سختی بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اور بات بھی منوانی تھی۔ کچھ سمجھ نہ آئے کہ کیا کروں۔ چنانچہ دعا کرتا جاتا اور بحث بھی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اطلاع ملی کہ قافلہ بیس پچیس منٹ بعد آئے گا۔ یوں مجھے اضافی وقت مل گیا۔ کچھ دیر بعد ایم پی اے صاحب تو کہنے لگے کہ یہ معاملہ آپ دونوں آپس میں طے کریں مجھے خوشی ہے کہ آپ کھل کر بات کر رہے ہیں۔ خاتون لیکن اپنی ضد پر قائم رہیں۔ آخر کوئی نصف گھنٹہ کی مسلسل بحث کے بعد کہنے لگیں کہ میں آپ سے متفق تو نہیں لیکن بطور مہمان آپ کی روایات کا احترام کروں گی۔ میں نے شکر کا سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی حضور کا قافلہ تشریف لے آیا۔ چنانچہ جب تعارف ہوا تو انہوں نے اپنی بات یوں پوری کی کہ عرض کرنے لگیں کہ میں اپنے تصور میں آپ سے ہاتھ ملا رہی ہوں۔

وقار اور بردباری

اسی روز اس دورہ کا آخری پروگرام فیشٹا کی مسجد کا تھا جہاں پہنچتے ہوئے کچھ دیر ہوگئی۔ ایسے مواقع پر کبھی کوئی جلدی یا پریشانی حضور کو لاحق نہیں دیکھی گئی۔ کبھی معمول سے زیادہ تیزی سے چلتے نہیں دیکھا گیا۔ مثلاً ایک مرتبہ ہمبرگ کے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ملاقات طے تھی۔ ادھر دفتر میں ذاتی ملاقاتیں ہو رہی تھیں۔ اتنے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی پروٹوکال افسر کا فون آیا کہ وقت تنگ ہو رہا ہے اس کے بعد کسی کمیٹی کا اجلاس ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس میں شریک ہونا ہے اور ممبران جمع ہو چکے ہیں۔ جب وقت گزرنے لگا تو حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگلے پروگرام کا وقت ہو رہا ہے۔ حضور نے تمام طے شدہ ملاقاتیں مکمل کیں۔ پھر باہر تشریف لا کر فرمایا I will take my time اور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ مجھے پتہ چلا تو بڑا لطف آیا۔ ساری پریشانی جاتی رہی اور دوستوں کو کہہ دیا کہ دیکھنا اب ضرور ملاقات ہوگی۔ چنانچہ حضور بالکل آرام سے اپنی معمول کی رفتار سے تشریف لائے۔ کوئی جلدی اور پریشانی نہیں تھی۔ قدم بھی عام رفتار کے مطابق اٹھا رہے تھے۔ ملاقات کا وقت گزر چکا تھا۔ لیکن وزیر اعلیٰ صاحب بدستور انتظار کر رہے تھے۔ حضور تشریف لائے اور بڑی اچھی ملاقات ہوئی۔

حضور کے قرب میں آداب

بسا اوقات حضور کسی بات کے واسطے طلب فرماتے ہیں ایسے موقع پر حضور کے بالکل ہی قریب نہ جانا چاہئے، بلکہ مناسب فاصلہ برقرار رکھنا چاہئے۔ اگر حضور جائے نماز یا قالین پر تشریف رکھتے ہوں تو اس کے اوپر نہیں جانا چاہئے۔ زمین پر بیٹھنا ہو تو دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہئے۔ اس طرح مؤدب بیٹھنے کا طریق نماز میں سکھایا گیا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی موجودگی میں یہی طریق تھا۔ جب تک حضور خود نہ فرمائیں مصافحہ نہیں کیا جاتا۔ جب تک حضور خود نہ فرمائیں تصویر نہیں بنوائی جاتی۔ حضور کے ساتھ ہر پروگرام سے پہلے صدقہ دینا چاہئے۔ حضور مخاطب ہوں تو حضور کے عین سامنے نہیں بلکہ ذرا ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے۔

نوجوانوں اور نومبایعین سے درخواست

آخر میں نوجوانوں اور نومبایعین سے دلی اور عاجزانہ درخواست ہے کہ خلیفہ وقت کے ساتھ براہ راست تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے باقاعدگی سے حضور کی خدمت میں خطوط ضرور لکھیں۔ اس تعلق کے لئے دعا بھی کریں اور خلیفہ وقت کی ہر ہدایت پر عمل کی کوشش بھی۔ خلافت کا ادب اور احترام اپنے دل میں پیدا کریں۔ یہی وہ امور ہیں جو اہم اور ضروری ہیں۔ باقی سب انتظامی امور اور ڈیوٹیاں اور جماعتی کام اور تبلیغی میٹنگز اور نصاب اور تقاریر اور حوالہ جات وغیرہ ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ جماعت کی جڑ اور اصل خلافت ہے۔ باقی سب امور اس کے بغیر بے معنی ہیں۔

غیر احمدیوں میں بھی بڑے بڑے علماء موجود ہیں، ان کی بڑی بڑی تنظیمیں بھی ہیں۔ وہ بھی بہت تبلیغ کرتے ہیں۔ بہت سے رفاہی کام بھی کرتے ہیں۔ تقاریر کرتے اور حوالے بھی دیتے ہیں۔ لیکن خلافت نہ ہونے کی وجہ سے پراگندگی کا شکار ہیں اور دن بدن زوال پذیر۔ ہمارا امتیاز خلافت ہے۔

ہر ایک، خواہ وہ بظاہر کیسا ہی متّقی، کتنا ہی بڑا عالم، کتنا ہی اعلیٰ عہدیدار ہو، خلافت کے مقابل بالکل ہیچ ہے۔ ہماری تاریخ میں خلافت ثانیہ کے آغاز پر بعض لوگ، جو اعلیٰ ترین جماعتی عہدوں پر فائز تھے، پڑھے لکھے تھے، جنہوں نے بہت خدمت کی تھی، جو صحابہ کہلاتے تھے، جن پر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک وقت میں اعتماد کا اظہار فرمایا تھا، جن کے تقویٰ پر آپؑ کو ان کی اس وقت کی حالت کے مطابق اطمینان تھا، جنہوں نے قربانیاں کی تھیں، خلافت سے الگ ہوگئے۔ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ (الصّف:6)۔ جب خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت سے انہوں نے روگردانی کی، تو حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کی۔ اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کی تو خدا سے روگردانی کی۔ چنانچہ ان کے پھر جانے پر ان کے دل بھی پھیر دئے گئے۔ سب کچھ پانے کے بعد انہوں نے سب کچھ کھو دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس لئے یہ دعا کرنا بھی ہر وقت لازم ہے کہ رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا۔ وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (آل عمران:9)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2015ء

از صفحہ نمبر 2 ....

لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا سب سے بڑا انعام اور فضل خلیفہ وقت کا وجود اور ان سے ملنے والی رہنمائی ہے۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ اور حقیقی اسلام کا خوبصورت پیغام بذاتِ خُود پوری دنیا تک پہنچایا ہے۔ دنیا بھر کے حالات خراب ہیں اور اگر کوئی رہنمائی کام آسکتی ہے تو وہ محض خلیفہ وقت کی ہے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت پر ہمیشہ اپنا فضل نازل کرتا چلا جائے اور اس کو مضبوط تر کرتا جائے۔ آمین

....

ان تقاریر کے بعد جلسہ کے اختتامی اجلاس کا باقاعدہ آغاز ہؤا۔ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے سورۃ النحل کی آیات 91 تا 97 کی تلاوت کی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بیان فرمودہ اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ مکرم فرج عودہ صاحب نے ترنّم کے ساتھ پڑھنے کی سعادت پائی۔ اس عربی قصیدہ کا اردو ترجمہ مکرم نصیر احمد قمر صاحب کو پڑھنے کی سعادت ملی جو درج ذیل ہے:

= اے قیوم! اے چشمۂ ہدایت! تجھ ہی سے سب طاقت ملتی ہے۔ پس مجھے توفیق دے کہ تیری حمد و ثنا بیان کرسکوں۔

= تُو اُس بندہ پر جو ندامت سے توبہ کرے رجوع برحمت ہوتا ہے اور تُو ہلاکت میں غرق شدہ مفسد کو نجات دیتا ہے۔

= تیرے عفو کے سامنے بڑے سے بڑا گناہ بھی ایک معمولی بات ہے۔ پس تیرا کیا سلوک ہوگا اس بندہ سے جو غفلت سے ایک معمولی گناہ کر بیٹھا ہو۔

= تُو نے کائنات کی حقیقت اور اس کے بھید کا (علم سے) احاطہ کر رکھا ہے۔ اور تُو سیدھے اور ٹیڑھے راستہ کو جانتا ہے۔

= اے میرے معبود اور اے میری پناہ! ہم تیرے بندے ہیں، ہم خشیت اور عبودیت سے تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔

= پاک ہے وہ ذات جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور منتشر (ذرّات) کو شئ واحد کی طرح بنا ڈالا۔

= وہ غیّور ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر دیتا ہے۔ وہ غفور ہے اور جو توبہ کرنے والوں کو ہلاکت سے نجات دیتا ہے۔

= اس کی رحمت کے وقت اس کے غضب سے بے خوف نہ ہو اور نہ ہی اگر کبھی وہ سختی کرے تو اس کے رحم سے مایوس ہو۔

= وہ واحد و یگانہ ہے۔ اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں اور وہ طاقتور اور برتر ہے اور کمال میں یکتا ہے۔

= بادشاہت، ملکوت اور بزرگی سب اسی کو حاصل ہے اور ہر وہ چیز جو ظاہر ہوئی یا شام یا صبح کو جاتی رہی اسی کی ہے۔

= اور میرے ربّ نے مجھے اپنے نُور کے فیض کے سپرد کر دیا اور مَیں احمدؐ کے فیض سے احمد بن گیا۔

= اور خدا کی قسم! اگر مجھے محمدؐ کے چہرہ کی محبت نہ ہوتی تو مجھے قطعاً طاقت نہ ہوتی کہ احمدؐ کی مدح کرسکتا۔

بعد ازاں مکرم خالد چغتائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

میں سے چند اشعار ترنّم کے ساتھ پڑھے۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں میڈلز اور اسناد کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے درج ذیل طلباء میں میڈلز اور اسناد تقسیم فرمائیں۔

GCSE

Atta-Ul-Raheem Rana Chaudhry	Baitul Futuh	7A*s and 4As
Osama Salam	Putney	10A*s and 3As
Habib ur Rehman	Raynes Park Jamaat	10A*s and 4As

Asif Arif	France	MBA from Inseec Business School and French Bar examination degree from EFB Business School
Naeem Ahmad	Pakistan	MA Mass Communication 3rd Position University of Balochistan Quetta
Abdul Ghaffar (on behalf of Naeema Mubarak Sahiba)	Pakistan	MSC Statistics. First position Qaid-e-Azam University.
Saud Ahmad Nasir	Pakistan	MBBS with distinction. South East University Nanjing, China
Athar Ahmad Bajwa		5A* and 1A at O levels

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النحل کی آیت 91 اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ کی تلاوت اور اس کے اردو ترجمہ کے بعد فرمایا:

آج دنیا میں جو ہر طرف فساد پھیلا ہوا ہے اس نے ہر امن پسند انسان کو پریشان کیا ہوا ہے۔ ہر وہ انسان جس کو انسانیت سے ہمدردی ہے حیران و پریشان ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ کہنے کو تو کہنے والے یہ کہتے ہیں اور اس بات پر بہت کچھ لکھا بھی جاتا ہے کہ دنیا میں یہ فساد اسلامی دنیا میں زیادہ شدت سے پیدا ہوا ہوا ہے یا مسلمان اس کی وجہ ہے اور پھر اس وجہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ مذہب عمومی طور پر اور اسلام بالخصوص نعوذ باللہ فساد کی جڑ ہے۔ اب تک مغربی دنیا یہی سمجھتی تھی کہ یہ سب فسادات اسلامی ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک تک محدود رہیں گے اور یہ صرف انہی کا مسئلہ ہے اور ہم یعنی یہ ترقی یافتہ لوگ مسئلے کو حل کرنے کے نام پر اور انصاف قائم کرنے کی کوشش میں ان کی مدد بھی کرتے رہیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ مدد کے نام پر یا انصاف قائم کرنے کے نام پر اپنی برتری ثابت کرنا اور ان ممالک کے وسائل سے فائدہ اٹھانا بھی ایک مقصد تھا۔ لیکن بعض بڑی طاقتوں یا مذہب مخالف قوتوں کی یہ بھول تھی جس کو اب وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ صرف مسلم ممالک کا مسئلہ نہیں رہا۔ شدّت پسندی اور دہشتگردی کا رجحان اسلامی دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ نکل کر مغربی اور ترقی یافتہ دنیا کے لئے بھی فکر انگیز اور خوفناک نتائج کا حامل ہونے والا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں گزشتہ چند سالوں سے ان کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ دنیا ایک فساد کی حالت میں ہے۔ آج ہم اس حالت کو صرف محدود علاقے میں ہی سمجھ رہے ہیں جو ہماری غلط فہمی ہے۔ میری باتوں پر اکثریت اخلاقاً ہاں میں ہاں تو ملاتی تھی لیکن بعد میں یہی کہتے تھے کہ دنیا کے لئے اور خاص طور پر ترقی یافتہ دنیا کے لئے ایسے بھیانک حالات نہیں ہونے والے جس طرح، جس حد تک یہ بیان کرتا ہے یا کیا جاتا ہے۔ لیکن آج انہی کے لیڈر اور دنیا کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ جو دنیا میں فساد کی حالت ہے اس سے اب ترقی یافتہ دنیا بھی محفوظ نہیں اور ہمارے لئے بھی خوفناک صورتحال منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم برطانیہ کا بیان بھی اس خطرے کا اظہار کر رہا ہے۔ آسٹریلیا کی وزیر خارجہ نے بھی یہ اظہار کیا ہے۔ یوکے (UK) کے سابق آرمی چیف نے بھی ایسی ہی باتیں کی ہیں۔ کئی اخبارات نے بھی لکھنا شروع کر دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا آج ظلم وفساد کی لپیٹ میں ہے۔ ترقی یافتہ یا دنیاوی تعلیمیافتہ طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مذہب کی وجہ سے ہے اور اس کی انتہا مسلمانوں کے ایک مذہبی گروہ اور تنظیم کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ دنیا سمجھتی ہے کہ یہ فساد ختم کرنے کے لئے ہمیں مذہب سے دُور ہونے کی ضرورت ہے۔ اس بات کا بڑا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ پریس میڈیا بھی اس میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے کہ مذہب یا تو جاہل اور سست بناتا ہے یا شدّت پسند بنا دیتا ہے اور اگر ترقی کرنی ہے تو مذہب سے ہٹ کر ترقی ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے۔

پس دنیا میں فساد کی کیفیت کی بنیادی وجہ خدا تعالیٰ کے نام پر اپنے ذاتی مفادات کا حصول اور اس کا حقیقی خوف دلوں سے نکلنا یا اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کر کے اپنے دنیاوی قوانین اور نظریات کو ہر چیز پر بالا سمجھنے میں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قوانین اور اللہ تعالیٰ کے نظام عدل وانصاف کو اپنے بنائے ہوئے قوانین اور نظام عدل وانصاف سے کمتر سمجھتا ہے اور سوال اٹھاتا ہے کہ ہم وقت کی ضرورت کے تحت مذہبی تعلیم کو دنیاوی رسم و رواج اور دنیاوی خواہشات اور دنیاوی قوانین کے تابع کیوں نہیں کر سکتے۔ ایک پوچھنے والے پڑھے لکھے یونیورسٹی کے پروفیسر نے مجھ سے بھی پوچھا ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ اگر تو مذہبی تعلیم بگڑ گئی ہو اور اس کی بنیادی قدروں اور اصولوں پر انسانی قدروں اور اصولوں کی بالادستی ثابت ہو سکتی ہو تو پھر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم تو اس کتاب پر یقین رکھتے ہیں جو چودہ سو سال سے محفوظ ہے اور جس کی تعلیم ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین اور ہر زمانے کے انسان کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے اور جو ربّ العالمین اور عالم الغیب والشہادۃ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہوئی ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ انسانی قانون قاعدہ کی تابع ہو جائے۔ مذہب انسانوں کو اپنے پیچھے چلانے آتا ہے، خود دنیا کے یا ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلنے نہیں آتا۔ اور آج اسلام وہ مذہب ہے اور قرآن کریم وہ کتاب ہے جو ہر زمانے کے انسان کے لئے رہنما ہے بشرطیکہ انسان میں اسے سمجھنے کی صلاحیت ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔ آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔ آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

Aznavar Ahmad	lower Morden	10A* and 1A at GCSE
Najeeb Rafi	Norbury	11A*s and 96% in Geothe German Certificate
Mazhar Ahmad Choudhry	New Malden	8A* and 4A'S at GCSE
Yaseen Ahmad	Preston	6A*s and 4As at GCSE
Saamir Mirza	Hounslow	9 A*s; 2 As and a B at GCSE
Arsam Mahmood	West Hill	6A*s and 4As & 1B at GCSE
Mohib Ahmad Nadeem	Raynes Park	9A* and 3As at GCSE
Daim Tariq	Upper Mitcham	9A*s and 1b at GCSE
Sharjeel Bin Ahmad	High Wycombe	9A*3As
Shahzaib Ahmed	Leeds	11 A*, 1 A * with Distinction and 1 Pass Grade in functional Maths.
Salman Ahmad Asad	Sheffield	5A*s and 7As at GCSE
Fazl Ahmad	Barking	6A*s and 4As at GCSE
Noor ul Din Shamas	Tooting	9A*s and 6As at GCSE
Rohanullah Cheema	Norbury	9A* and 3As at GCSE
Sharjel Amir	Greenford	9A*s and 1A at GCSE
Sheheryaar Ahmed	Scunthorpe	6A*s and 4As
Dawood Khan	Shirley	6A* and 4As
Osamah Qaiser Ahmad	Burton on trent	10A*s and 2As at GCSE
Irfaan Mohammed	Scunthorpe	6A*s and 4As at GCSE

A Level

Mubarik Ahmad	Barking Jama'at	1A* and 2As at A Level
Danish Sethi	Hounslow North	4As at A Level
Mustafa Siddiq	Redbridge North	1A* and 2As at A Level
Ali Ahsan Khalid	South Cheam	4A* at A Level
Kamran Basharat	Baitul Futuh	4As at A Level
Iftikhar Ahmad	Huddersfield South	1A* and 2As at A Level and 1A at AS Level
Sabahat Ahmed	Newham	2A*s and 2As at A Level
Faisel Deen	New Malden	International Baccalaureate 36 points
Wajahat Ahmed Naseem	Colliers Wood	1A* 4As and 1B at A level
Nabeegh Nadeem Ahmad	Scunthorpe	3As at A level and 1 A at AS Level
Hamza Arshad	Manchester East	1A* and 2A at A level
Talay Cheema	Birmingham Central	4A*s &1 A at A Level and 1A at AS level

Degree Candidates

Sheikh Mansoor Ahmad	Gillingham	MSc with Distinction Global Energy and Climate Policy SOAS University London
Muideen Muibi	Bolton	Bsc Computing, First class Hons. And top graduating Student, University of Bolton
Yasir Khan	Mosque West	Bsc (Hon) 1st class Roehampton University, Top student in the cohort
Mubashar Ahmad Rehan	Deer Park	Bsc (Hon) 1st class Business Studies University of West London, top student in the cohort
Umar Nasser	Greenford	BSc (hon) 1st Class- Global Health, Intercalated degree within MBBS (Medical Degree) from Imperial College London.
Adnan Mahmood Malik	Nottingham	PhD in Medicinal Chemistry, University of Nottingham
Muhammad Arif	Birmingham Central	PhD in Cell Biology, Aston University
BURHAN BAIG MIRZA	Hayes	Mres PAEDIATRIC INFECTIOUS DISEASES, with Distinction and top 2 in his cohort, St Geroges, University of London
Ibrar Ahmed	Birmingham Central	MSc Chemical Engineering, Distinction, University of Nottingham
Sajeel Shah	Inner Park	MSci in Integrative Physiology and Pharmacology for Research', First class honours, King's College London
Armghan Tahir	Morden	M.Eng 1st class (Hon) Mechanical Engineering with Diploma in Industrial Studies and top two in his cohort, Loughborough University
Athar Ahmad	Walsall	Masters of Mathematics, First Class Honours, University of Warwick
Iftikhar Ahmad Siam	Huddersfield South	Masters in Software development. Coventry University and top two in his cohort.
Rizwan Safir	Earlsfield	MA Distinction Near Eastern Archaeology University of Leiden (the Netherlands) top of cohort
Mudassar Ahmed	Cambridge	MPhil Scholar in Nuclear Energy with Distinction, University of Cambridge
Irfan Ansari	Oxford	PhD in Defence PFIs from Cranfield University
Kamal K Ampah	Sheffield	PhD Biomedical Science The University of Sheffield
Anas Ahmad Rana	lower Morden	PhD in Physics and Complexity Science, University of Warwick
Faheem Obaidullah	Wimbledon Park	Fellowship of the Royal College of Surgeons

International Candidates

Rizwan Ahmad	Ireland	8A and 2B Junior Certificates Examination
Adeel Ahmad	Pakistan	1A* and 2A in A level
Mohib Ahmad	Ireland	BSC first class in science. National University of Ireland Maynooth
Khuram Razi Khan	Pakistan	BSC Business Management First Class Honours, Kingston University, Top Two in his cohort.
Mirza Najeeb Baig	Sweden	BSC in Mechanical Engineering first class, Chalmers University Sweden, and Mphil Technology Policy University of Cambridge
Ali Kamal Din	Ghana	PHD in Law with recommendation from University of Wollongong Australia
Nisaar Abbas	Pakistan	MSC Forensic Chemistry Government College University Lahore

کے احکامات کو تہہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے۔ اپنی طاقت اور قوت اور برتری کا اظہار اللہ تعالیٰ کی تعلیم نہیں بلکہ انسان کی اپنی پیداوار ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر چیز سے بالا سمجھے۔

پس یہ باتیں جو آجکل ہمیں دنیا میں نظر آ رہی ہیں وہ انسان کے اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے اور نیّرِ الہام سے خالی ہونے کی وجہ سے ہیں اور یہی وہ صورتحال ہے جس کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر ہے۔ فرمایا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (الروم:42) لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تری پر بھی تا کہ وہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے تا کہ شاید وہ رجوع کریں۔

پس انسان کے پیدا کردہ اس فساد کی وجہ سے جس سے نہ امیر باہر ہے، نہ غریب، نہ مذہبی لوگ۔ یعنی نام نہاد مذہبی۔ اور نہ ہی مذہب سے دُور ہٹے ہوئے باہر ہیں۔ ایسے حالات میں ظاہر ہے کہ پھر انسان خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا اور سزا پائے گا جو اس پیدا کرنے والے سے دُوری کی وجہ سے ہے اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلنا ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ سے دور ہوں گے تو ظاہر ہے پھر جو اس دنیا کا خالق و مالک ہے، کائنات کا خالق و مالک ہے، اس سے دور ہٹنے کی وجہ سے بھی یہی نتیجہ نکلتا تھا، نکلنا چاہئے تھا اور نکل رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ سزا بھی مل رہی ہے۔ اور جو اِن عملوں کی آخرت میں سزا ملنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پتا ہے، وہ بہتر جانتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے فرمایا کہ اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مر چکی ہے۔ یہ زمانہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) کا مصداق ہو گیا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نورِ نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نور کو نازل کیا ہے مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمان دنیا میں فساد مذہب اور خدا اور رسول کے نام پر دہشتگردی اور کُشت وخون دنیا کے سامنے ہے۔ حکومتوں کے رعایا پر ظلم اور رعایا کے باغیانہ رویّے اور ظلم اس بات کا ثبوت ہیں۔ پھر جب عامّۃ الناس علماء کی طرف رہنمائی کے لئے جاتے ہیں وہاں ان کو ان کی خودغرضیوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان علماء نے اسلام کی تعلیم کو اپنے مفادات کے لئے اس حد تک توڑ مروڑ دیا ہے کہ دوسروں کے حقوق کو غصب کرنا بھی جائز بن گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلام مخالف طاقتیں ایک طرف تو مسلمانوں سے ہمدردی اور ان کے ساتھ امن و سلامتی کے تعلقات رکھنے کا دعویٰ کرتی ہیں اور مسلمان دنیا سے فتنہ وفساد ختم کرنے کے لئے اپنی خدمات کی پیشکش کی جارہی ہے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام اور دہشتگردی اور شدّت پسندی میں تعلق ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ شدت پسندی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم ان لوگوں کو بتاتے ہیں کہ جہاں تک اسلام کی تعلیم کا تعلق ہے یہ امن وسلامتی اور صلح کی بنیاد ڈالنے والی وہ تعلیم ہے جس کا کوئی دوسری تعلیم مقابلہ نہیں کرسکتی۔ مسلمانوں کے خلاف بولنے والوں کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ ایسی باتیں کر کے یہ نام نہاد اسلامی شدت پسند گروہوں کو مزید ایندھن مہیا کرتے ہیں۔ ایسی باتیں کر کے یہ کم علم اور حالات سے بے چین مسلمانوں کو بھڑکانے میں کردار ادا کر رہے ہیں۔ امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہوگا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہوگا۔ اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہوگی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویّے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فساد اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے گی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا اور اپنے نام نہاد علماء اور لیڈروں اور تنظیموں کے نام نہاد نعروں کو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے معیاروں پر پرکھنا ہوگا، نہ کہ ان کے اپنے معیاروں پر۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا کے امن اور سلامتی کی ضامن اسلامی تعلیم ہے جو اسلام سے پہلے نہ کسی مذہب نے پیش کی، نہ ہی کسی موجودہ زمانے کے فلسفے اور ازم اور نظام میں موجود ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہی ہے جو امن اور سلامتی اور محبت کی ضمانت ہے۔

پس آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن وسلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔ صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النحل کی آیت 91 کی جو تفسیر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے اس کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی روشنی میں عدل، احسان اور ایتائِ ذی القربیٰ کے درجات کی نہایت وضاحت سے تشریح بیان فرمائی۔ اور فرمایا کہ پس جب تک ان دونوں قسموں کے حقوق کی ادائیگی کا تصور اور اِدراک پیدا نہ ہو انسان کے عدل و انصاف قائم کرنے کے دعوے صرف دعوے رہتے ہیں۔ انسانی قوانین عدل کی حد سے آگے نہیں جاتے، نہ جا سکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عدل قائم کرنے سے دنیا میں امن قائم ہونے کے تمام مراحل طے ہوگئے، جو ہم نے پانا تھا وہ پالیا۔ لیکن یہاں بھی بےانصافیاں ہیں۔ جہاں مفادات ہوں وہاں عدل کے تقاضے بھی پورے نہیں کئے جاتے اور یہ امیر دنیا میں بھی ہے اور غریب دنیا میں بھی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا میں ہمیں یہ بھی عمومی طور پر نظر آتا ہے کہ کسی کو اس کے حق سے زیادہ ہمدردی کے نام پر کچھ دینے کا سوچا بھی جائے تو اس کے لئے بھی بعض شرطیں عائد کر دی جاتی ہیں اور آجکل ہم بڑی حکومتوں کے رویّوں اور عمل میں اس بات کا عام مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب غریب ممالک کی مدد کی جائے تو بعض شرائط ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ ایسی مدد جس کے پیچھے احسان جتانا اور تکلیف دینا ہو وہ نیکی نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں خدا عدل قائم کرنے کا، احسان کرنے کا، اور ایتائَ ذی القربیٰ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تمہارے احسان کے پیچھے تکلّف اور ایذاء نہ ہو۔ دوسروں سے سلوک میں بے غرض ہمدردی ہو۔ دوسرے کے درد کو اپنا درد سمجھو اور یہ کیفیت ہے جو تمہیں مومن بناتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کہلانے والا اس تعلیم سے ہٹ کر اپنا عمل دکھا رہا ہے یا کوئی مسلمان حکومت یا اسلام کے نام پر قائم ہونے والے نام نہاد گروہ اس تعلیم سے ہٹ کر حرکتیں کر رہے ہیں یا شدت پسندی اور ظلم کے اظہار کر رہے ہیں تو وہ قرآنی تعلیم کے مخالف کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو جو اپنے آپ کو انصاف اور امن کے قیام کا علمبردار سمجھتے ہیں انصاف سے کام لیتے ہوئے اپنے بیانات دینے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان لوگوں کے دہرے معیاروں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح یہ امن کے قیام کے نام پر انصاف کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور ظلم کے بازار گرم کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور انور نے بعض مغربی دانشوروں کے بیانات کا حوالہ بھی دیا۔

اس کے برعکس حضور انور نے اسلام کی عدل و انصاف پر مبنی خوبصورت تعلیم کا آیات قرآنی کے حوالہ سے ذکر کیا اور بتایا کہ انصاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمیشہ سامنے رکھو کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے دُور نہ لے جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتایا کہ کس طرح بڑی طاقتیں اپنے مفادات کے لئے دوسروں پر ظلم ڈھاتی ہیں۔ حضور نے بتایا کہ اب ایسے کالم لکھے گئے ہیں کہ لیبیا میں قذافی کو ہٹانے کے لئے معاشی محرکات تھے۔

اسی طرح لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی بعض شدت پسند تنظیمیں ہماری عراق جنگ اور ان ممالک میں بے انصافی کی پالیسیوں کی وجہ سے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوسری جنگ عظیم میں جاپان کے دوشہروں پر ایٹم بم گرائے جانے اور معصوم شہریوں کے قتل عام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کونسا انصاف تھا، کونسی انسانی ہمدردی تھی جو اس وقت ظاہر ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آجکل انفرادی طور پر بھی اور حکومتوں کی سطح پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ قرض لئے جاتے ہیں لیکن واپس کرتے وقت کئی بہانے تلاش کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں جو بات ہمیں نظر آتی ہے اور آپؐ کا اُسوہ ہی حقیقی اسلامی تعلیم ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ قرضدار کو نہ صرف وقت سے پہلے مطالبے پر قرض ادا کرتے ہیں بلکہ احسان کرتے ہوئے کچھ زائد بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ آجکل کے انصاف اور عدل کا نعرہ لگانے والے بھی یہ معیار نہیں دکھا سکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنگوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا اور اسی طرح معاہدات کی پابندی سے متعلق بھی اسلامی تعلیم کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح مسلمانوں نے اس تعلیم پر عمل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کاش کہ آج کی مسلمان حکومتیں بھی اس سے سبق لیں اور اپنوں اور غیروں پر ظلم بند کریں تو ان کی ذلّت اور رسوائی انہیں دنیا کا رہنما بنا دے گی۔ لیکن اس کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا جو زمانے کا امام ہمیں دے رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولی بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے ایتائَ ذی القربیٰ کے حکم الٰہی کے تحت بے پناہ ہمدردی کے جذبات کا بھی ذکر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انسانیت کے لئے جو رحم کا جذبہ آپؐ کے دل میں تھا وہ ماں باپ سے بھی زیادہ تھا۔ وہ آپؐ کو راتوں کو بھی بے چین رکھتا تھا اور دن کو بھی بے قرار کرتا تھا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اس فکر میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہوا تھا۔ اس بے چینی اور بیقراری کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فرمایا کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء: 4) کیا تُو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل واحسان اور ایتائَ ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے۔ یہ انہیں بتائے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنو۔ اس کے درد کو محسوس کرو جو اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں اس کے دل میں تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح یہ فرمایا کہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء: 4) اللہ تعالیٰ کرے کہ انسانیت کے لئے یہ درد ہم سب میں پیدا ہو جائے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے جذبات اور کیفیات کے لحاظ سے پیدا کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ معیار کے مطابق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیا تباہی کی طرف جانے کی بجائے عدل احسان اور ایتائَ ذی القربیٰ کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بچا بھی لے اور دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ یہ سمجھنے کی توفیق دیتے ہوئے اس دنیا کو بھی جنت بنا دے اور اخروی جنت کے بھی سامان اللہ تعالیٰ اس دنیا کے لئے کر دے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہر لحاظ سے اس جلسے کو بابرکت فرمایا حاضری کے لحاظ سے بھی موسم کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اپنے اپنے گھروں میں حفاظت سے لے کر جائے۔ دعا کرلیں۔ (دعا)

....

[دعا کے بعد سٹیج کے سامنے اور سٹیج پر موجود احباب کھڑے ہوگئے تو حضور انور نے فرمایا:]

السلام علیکم۔ ایک منٹ ذرا۔ میرے سامنے جو گرین ایریا میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بیٹھے رہیں ان کو کھڑے ہونے کی اجازت نہیں اور سٹیج والے بھی بیٹھے رہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا کہ اس سال خدا کے فضل سے جلسہ کی حاضری 35 ہزار 478 رہی اور 96 ممالک کی نمائندگی ہوئی۔

[بعد ازاں جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام مختلف گروپس نے دینی نغمات اور ترانے پیش کئے۔]

اس کے بعد حضور انور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے اور احباب کرام کچھ دیر تک پرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ اپنے جوش وخروش اور امامِ وقت سے اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے رہے۔

اس طرح جلسہ سالانہ برطانیہ کی کارروائی انتہائی خیر و برکت کے ساتھ شام 7 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوئی۔

حکایت دل

(ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2015ء کے چند ذاتی مشاہدات اس مضمون میں قلمبند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس دورہ کی مفصّل رپورٹ محررہ ایڈیشنل وکیل التبشیر محترمی عبد الماجد طاہر صاحب، الفضل میں شائع ہوچکی ہے۔ چنانچہ اس رپورٹ میں درج واقعات کو دہرانے سے حتی الامکان احتراز کیا گیا ہے۔ یہ مضمون ذاتی مشاہدات اور جذبات پر مشتمل [حکایت دل] ہے۔ اس مضمون میں نومبایعین اور نئی نسل کو بطور خاص مدنظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے بعض امور کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ سب احباب کے لئے مفید ثابت ہو۔ واللّٰہ المستعان و بالله التوفیق۔

مسجد منصور کی وجہ تسمیہ

اس مرتبہ حضور کا دورہ 23 مئی 2015ء کو جرمنی کے مشہور شہر آخن میں مسجد منصور کے افتتاح کے ساتھ شروع ہوا۔ آخن اس لحاظ سے بہت تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ مشہور جرمن قیصر کارل اعظم، جسے انگریزی میں چارلمین کہا جاتا ہے، کا پایہ تخت تھا۔ کارل اعظم نے یورپ اور بالخصوص جرمنی میں عیسائیت کے پھیلاؤ میں اہم خدمات سرانجام دیں اور یورپ کو متحد کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے یورپی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اسی قیصر کے نام سے موسوم [کارل انعام] ہر سال آخن میں دیا جاتا ہے۔ کارل اعظم کے دادا، جس کا نام بھی کارل ہی تھا، نے فرانس میں عرب افواج کو شکست دے کر مسلمانوں کی یورپ میں پیش قدمی روکی تھی۔

آخن کی مسجد منصور حضور ایدہ اللہ کے والد محترم حضرت مرزا منصور احمد صاحبؒ کے نام پر مسجد منصور کہلاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانہ میں ہی اس مسجد کے لئے اس نام کی درخواست کی گئی اور حضورؒ نے اس کی منظوری عطا فرمائی تھی۔ جب مسجد کی تعمیر ہوئی تو وہی نام اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پروانہ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس پر حضور نے اس نام کی توثیق عطا فرمائی۔

خلیفۂ وقت کی موجودگی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش

جب اللہ تعالیٰ کسی کو منصب خلافت پر کھڑا کرتا ہے تو اس کی زبان میں خاص اثر پیدا فرما دیتا اور سامعین کے دلوں کو اس کی بات کا اثر قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے۔ چنانچہ اس امر سے فائدہ اٹھانے کے لئے چند سال قبل مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاح کی تقریبات میں شہری انتظامیہ اور پریس کے نمائندوں کو بلانا شروع کیا گیا۔ حضور کے اس تبدیلی کو پسند فرمانے پر رفتہ رفتہ یہ تقریبات اب کم و بیش کلیتاً تبلیغی نوعیت اختیار کر چکی ہیں۔ ان میں شہری انتظامیہ، سیاسی عمائدین اور پریس کو بلانا شعبہ امور خارجیہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ جبکہ باقی شعبہ جات بھی اپنے اپنے حصہ کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ گزشتہ سال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی کہ خلیفہ وقت کے ساتھ تقریبات میں اسی مناسبت سے ہر چیز کا معیاری ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ امسال تمام انتظامات کو بہتر اور ان کا معیار بلند کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

قصہ حاتم طائی کی قبر کا

اب ہمیں نئے انتظام پر حضور کے تبصرہ کا شدت سے انتظار تھا۔ افتتاحی تقریب کے دوران حضور ایدہ اللہ نے شعبہ ضیافت کے برادرم شاہد لطیف صاحب کو فرمایا کہ آپ لوگوں نے تو اس مرتبہ حاتم طائی کی قبر پر لات ماری ہے۔ یہ اردو زبان کا ایک محاورہ ہے جس میں قبل از اسلام کے مشہور عرب حاتم طائی کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنی سخاوت کے لئے مشہور تھا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے بہت سخاوت کرے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے حاتم طائی کی قبر پر لات ماری ہے یعنی اس کو سخاوت میں پیچھے چھوڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان کے اس محاورہ سے لاعلمی کے اظہار پر فرمایا کہ فلاں دوست سے پتہ کریں۔ انہوں نے مذکورہ دوست سے پوچھا تو جواب ملا کہ حضور آپ کے انتظام سے مطمئن نہیں۔ جب یہ اطلاع ہم تک پہنچی تو ظاہر ہے کہ سب سخت پریشان ہوئے۔ میں حیران بھی ہوا کہ محاورہ تو کھلے خرچ کی کوشش پر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن پھر سوچا کہ جن سے پوچھنے کا حضور نے ارشاد فرمایا ہے ان کی تشریح ہی زیادہ مستند ہے۔ چنانچہ نیشنل سیکرٹریان ضیافت، تبلیغ، جائیداد، امور خارجیہ کی میٹنگ ہوئی۔ مختلف لوگوں کا تبصرہ معلوم کیا گیا۔ غیر احمدی جرمن احباب سے پوچھا، احمدی احباب کی رائے لی گئی، حضور کے قافلہ کے متعدد ممبران سے دریافت کیا۔ سب نے انتظامات پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اب ہمیں سمجھ نہ آئے کہ غلطی کہاں ہوئی ہے۔ سب آراء مثبت لیکن حاتم طائی کی قبر اپنی جگہ موجود تھی اور ستم ظریفی یہ کہ تھی بھی بغیر کتبہ کے۔ مجھے ایک طرف تو پریشانی تھی اور دوسری طرف پورا اطمینان بھی۔

چند دن بعد ایک پروگرام کے اختتام پر حضور نے خاکسار کو شرف تخاطب بخشا۔ فرمایا کہ اچھا پروگرام ہوگیا تھا۔ مجھ پر سے تو گویا پہاڑ سا بوجھ اتر گیا۔ اب کسی محاورہ کی تشریح کا سوال باقی تھا، نہ کسی کی رائے کی کوئی اہمیت۔ پھر فرمایا مجھے جو تأثرات ملے ہیں وہ تو مثبت ہیں۔ پھر فرمایا میں خطبہ میں کہہ دوں گا کہ مساجد کے فنکشن اچھے ہوگئے ہیں۔ اندھا کیا چاہے، دو آنکھیں۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دوستوں کو بتاتا پھرتا کہ حضور نے فرما دیا ہے کہ فنکشن اچھے ہوگئے ہیں۔ برادرم اشرف ضیاء صاحب نے توجہ دلائی کہ حضور نے قبل از وقت ہی باقی پروگراموں کی کامیابی کی نوید بھی سنا دی ہے۔ ایک بیش قیمت خزانہ تھا جو مجھے عطا ہوا۔ پریشانی کافور ہوئی۔ جان میں جان آئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ خلیفۂ وقت خوش ہوں تو ایک احمدی کو اور کیا چاہئے؟

خلیفۂ وقت کا دل خدا کے ہاتھ میں

جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ گزشتہ سال حضور نے جماعت جرمنی کو بعض معاملات کی طرف توجہ دلائی اور کچھ امور پر عدم اطمینان کا اظہار فرمایا تھا۔ قدرتی طور پر سب پریشان تھے۔ سب نے اپنے اپنے انداز میں انتظامات بہتر کرنے کی کوشش کی، احباب جماعت نے دعائیں بھی کیں۔ جنوری 2015ء میں اس خاکسار نے خواب دیکھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خط میں تحریر فرمایا ہے کہ رات کو خواب میں آنحضور ﷺ تشریف لائے تھے اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ اب جرمنی والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہی میرے اطمینان کی وجہ تھی۔ لیکن خواب تعبیر طلب ہوتے ہیں اور اکثر مشروط بھی۔ اس لئے پریشانی بھی اپنی جگہ تھی۔

حضور کا مساجد کی تقریبات کے متعلق فرمان میرے لئے اس ایمان میں بہت زیادتی کا باعث تھا کہ خلیفہ وقت خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری طرح منسلک اور ہم آہنگ وجود ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ حضور نے خطبہ میں کسی امر کے متعلق اپنا ارادہ پیشگی ظاہر فرمایا ہو۔ اس پر مستزاد یہ کہ ابھی مساجد کے نصف پروگرام ہوئے ہی نہیں تھے۔ لیکن ایک طرف حوصلہ افزائی کے متعلق خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف حضور اقدس نے عام طریق سے ہٹ کر جماعت جرمنی کی حوصلہ افزائی فرمائی اور یہ بات امسال مسلسل جاری رہی۔ حضور نے ازاں بعد شعبہ تبلیغ اور جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کی بھی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔

درحقیقت خلیفہ وقت کا رویّہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کے تابع ہوتا ہے۔ اور یہ تعلق دو طرفہ ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی پر فضل کرتا ہے تو اس کے موافق خلیفہ وقت کے دل میں بھی اس کے لئے رحم بھر جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خلیفہ وقت کسی سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے موافق خدا تعالیٰ کا بھی اس پر فضل ہونا شروع ہوجاتا ہے۔

خلیفۂ وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے طریق

مشاہدہ سے پتہ چلتا ہے کہ خلیفہ وقت کی رضامندی انسان کو آگے آنے، بڑھ بڑھ کر مشورے دینے، سیانا بننے، بزعم خود معرکے سر کرنے، متقی دکھنے، اخلاص اور فدائیت جتلانے، لمبی رپورٹیں لکھنے وغیرہ امور سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ صرف اور صرف خدا کے فضل پر منحصر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس فضل کو حاصل کرنے کے میرے علم میں اب تک پانچ طریق آئے ہیں۔

اول موہبت۔ خدائے وہاب بلا استحقاق محض اپنی رحمانیت سے خلیفہ وقت کے دل کو کسی سے خوش کر دے۔ دوئم دعا۔ ہر کام دعا سے ہوسکتا ہے۔ خلیفہ وقت کی خوشنودی کا حصول بھی۔ سوئم اخلاص۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں کے دل خلافت کی محبت سے یوں بھرے ہوئے اور پرخلوص ہوتے ہیں کہ وہ مقناطیس کی طرح خلیفہ وقت کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ چہارم غیرت الٰہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کے متعلق فتویٰ دیا کہ خدا اسے کبھی معاف نہ کرے گا اور وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو تو بخش دیا اور اُلٹا اس مفتی کو سزا دی۔ چنانچہ کسی کے خلافت پر ایمان پر بدظنی کرتے ہوئے فتویٰ دیا اور اس کی مذمت کی جائے تو خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑک کر اسی کو خلیفہ وقت کا قرب بخش دیتی ہے۔ پنجم صلاحیت۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ آپؑ کی دعا کے حصول کے لئے دین کے واسطے کارآمد وجود ہونا چاہئے۔ صلاحیت وہبی بھی ہوسکتی ہے اور کسبی بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خلیفۂ وقت کی خدمت میں خطوط کی اہمیت

خلیفہ وقت کی خدمت میں باقاعدگی سے دعا کی درخواست کے لئے خط لکھنا خلافت کے ساتھ تعلق اور حصول فیض کے لئے اشد ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ یہ تعلق دائمی اور باقاعدہ ہونا چاہئے۔ صرف کسی مشکل یا مصیبت میں ہی حضور کو خط نہ لکھنا چاہئے بلکہ کامیابیوں اور خوشی کے مواقع پر حضور کو بھی خوشخبری اور خوشی پہنچانی چاہئے۔ خواہ دینی ہو یا دنیاوی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق اصل دعا حصول تقویٰ کی ہے۔ اس کے ساتھ باقی سب امور خودبخود حاصل ہوجاتے ہیں۔

خط کیسے لکھا جائے؟

حضور کی خدمت میں خط اردو، انگریزی یا جرمن میں بھی لکھا جاسکتا ہے۔ ہر خط لکھنے والے کا نام اور اس کے خط کا مقصد ترجمہ ہوکر حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ خطوط سادہ اور بے تکلف ہونے چاہئیں۔ جب حضور سفر پر ہوں یا رمضان المبارک یا جلسہ کی مصروفیت ہو، تو بہت مختصر خط لکھنا چاہئے۔ میرے خیال میں حضور کو خط باوضو ہوکر لکھنا چاہئے۔ اور اپنے ہاتھ سے لکھنا چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے کمپیوٹر سے لکھنا ہو تو بھی ہر مرتبہ تمام خط از سر نو مکمل ٹائپ کرنا چاہئے۔ خلافت کے احترام کا یہ بھی ایک تقاضا ہے کہ انسان کم از کم اتنی محنت تو کرے کہ سارا خط خود لکھے یا ٹائپ کرے۔ خط اختصار کے ساتھ لکھنا چاہئے۔ میرے خطوط ذاتی ہوں یا جماعتی، بڑی لکھائی کے باوجود شاذ ہی ایک صفحہ سے زائد ہوتے ہیں۔ خط کے کاغذ پر ہی اپنا پتہ بھی لکھنا چاہئے۔ خاص طور پر بچوں سے خطوط لکھوانے چاہئیں تا کہ شروع ہی سے ان کا خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم ہوجائے۔ ممکن ہو تو خط اردو میں لکھنا چاہئے خواہ اردو کمزور ہی کیوں نہ ہو۔

حضور کا انٹرویو

حضور کے دورہ سے پہلے منصوبہ بندی کے وقت ہمارا خیال تھا کہ قومی سطح کے اخبارات کے صحافیوں کے ساتھ ایک انٹرویو طے کیا جائے۔ میری خواہش تھی کہ متعدد صحافیوں کے ساتھ ایک ہی مشترکہ ملاقات ہو تا کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔ جب صحافیوں سے رابطہ کیا گیا تو مشہور جرمن اخبار [دی سائٹ] کے آن لائن ایڈیشن میں کام کرنے والے احمدی صحافی، طاہر چوہدری صاحب نے انتظامیہ سے بات کر کے خواہش ظاہر کی کہ وہ انٹرویو کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اخبار کی شرط یہ تھی کہ وہ یکا و تنہا یعنی exclusive انٹرویو کریں گے۔ اس انٹرویو کے لئے حضور نے بیس منٹ کا وقت مرحمت فرمایا۔ انٹرویو میں حضور نے تفصیل سے خلافت اسلامیہ، اسلام کی پرامن تعلیمات نیز عالمی صورت حال پر روشنی ڈالی۔ اس دوران جب طے شدہ وقت ختم ہونے لگا تو حضور نے طاہر صاحب کو فرمایا کہ فکر نہ کریں جب تک میں چلاؤں گا چلے گا۔

جب طاہر صاحب نے انٹرویو کو جرمن میں ڈھال کر اخبار کو پیش کیا تو مجلس ادارت نے اسے چھاپنے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر ہمیں سخت صدمہ ہوا۔ میں تو پہلے ہی زیادہ صحافیوں کو بلانا چاہتا تھا۔ اب اور بھی زیادہ تکلیف کہ حضور نے اتنا وقت بھی مرحمت فرمایا اور اخبار چھاپ بھی نہیں رہا۔ اخبار کے مدیران کو چند امور پر اعتراض تھا۔ ایک یہ کہ حضور نے سعودیوں کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اس سے وہ افروختہ ہوں گے۔ یہ میڈیا کی منافقت کی انتہا ہے۔ میڈیا کے حملوں سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے تو کوئی حرج نہیں لیکن سعودیوں کی غلط کاریوں کے ذکر پر ان کے جذبات کا مجروح ہونا انہیں قبول نہ تھا۔ بہرحال چند دن کے بحث مباحثہ کے بعد انٹرویو شائع ہوا۔ اس کے کچھ حصے انہوں نے مختصر کر دیئے لیکن ہمارا مقصد یعنی حضور کے الفاظ میں اسلامی تعلیم کا بیان، پورا ہوگیا۔ یہ مضمون قارئین میں کافی مقبول ہوا اور اس پر ایک سو سے زائد تبصرے لکھے گئے۔ کہا گیا کہ داعش کے مسئلہ کے متعلق اصل بات حضور نے بیان فرما دی ہے باقی سب سیاسی بیان ہی ہیں۔ خاص طور پر حضور کا داعش کی مالی اور فوجی امداد کے راستے روکنے کی ضرورت نیز اس سلسلہ میں بعض مغربی اور شرق اوسط کے ممالک کی منافقت پر بیان پسند کیا گیا۔ بعض نے کہا کہ ہم حضور کے صاف اور سیدھے بیانات سے بہت متأثر ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔ انٹرویو اردو میں کیا گیا تھا اور MTA نے بطور ویڈیو انٹرنیٹ پر لگا دیا ہے۔

جرمنی کے نام پیغام

انٹرویو میں حضور نے جرمنی کے لئے یہ پیغام عطا فرمایا کہ جرمنی کو یورپ کو اکٹھا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

فرمایا کہ جرمنی کو یہاں آکر بسنے والوں کے لئے دل بڑا کرنا چاہئے۔ اور یہاں آ کر بسنے والوں کو بھی جرمنی کا وفادار ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر کا خطاب

26 مئی کو مختلف جامعات کے اسلامیات کے پروفیسرز کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر خاکسار کی جانب اشارہ کرتے ہوئے [ڈاکٹر داؤد] کے الفاظ استعمال فرمائے۔ مجھے محسوس ہوا کہ درحقیقت مجھے اب ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی ہے۔ 'وہ مسکرادیا تو میں شاعر ادیب تھا'

اس خاکسار نے 2008ء میں کمپیوٹر سائنس میں پی ایچ ڈی کی تھی لیکن نام کے ساتھ ڈاکٹر نہیں لکھتا تھا۔ ایک دن امیر صاحب نے میرا خط دیکھ کر حکم دیا کہ آئندہ سے اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھا کریں کیونکہ جماعت کو اس بات کی ضرورت ہے۔ اس حکم کی تعمیل اور جماعتی مفاد کے پیش نظر نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھنا شروع کیا۔ لیکن حضور اقدس کی خدمت میں کبھی نہیں لکھا۔ خلیفہ وقت جماعت کا استاد ہے جو کہ خدائے علیم سے علم پاتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ وقت کے سامنے ہماری حیثیت، خواہ کتنا ہی اور کیسا ہی علم حاصل کرلیں، کبھی طفل مکتب جتنی بھی نہیں ہوسکتی۔ لیکن میرا عمل صرف ایک ذوقی اور ذاتی بات ہے۔ ورنہ بہت سے لوگ اپنے القاب حضور کی خدمت میں لکھتے ہیں اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔

وزیر خارجہ

ایک دفعہ عجیب واقعہ ہوا۔ بطور سیکرٹری امور خارجیہ خدمت کی توفیق ملنے کے بعد پہلا جلسہ سالانہ تھا، 2011ء میں۔ جلسہ سے قبل ناظمین کے ساتھ مصافحہ کی تقریب تھی۔ ہم سب قطار میں کھڑے تھے۔ جب میری باری آئی تو محترمی امیر صاحب نے حضور کی خدمت میں بطور تعارف عرض کیا [ڈاکٹر داؤد مجوکہ۔ سیکرٹری خارجہ]۔ حضور نے خاکسار کی طرف دیکھ کر فرمایا [وزیر خارجہ]۔ امیر صاحب کو غالباً اردو لفظ [وزیر] معلوم نہ تھا چنانچہ انہوں نے دوبارہ عرض کیا [یہ سیکرٹری خارجہ ہیں]۔ اس پر حضور اقدس نے خاکسار کی طرف دیکھتے ہوئے مکرر فرمایا [وزیر خارجہ]۔ اس پر خاکسار نے عرض کیا [جی حضور] اور دست مبارک کو بوسہ دینے اور مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور مسکرا کر آگے تشریف لے گئے۔

جب خلیفہ وقت کوئی بات مکرّر فرمادیں تو احترام کا تقاضا یہی ہے کہ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی جائے۔ کسی امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک دفعہ کچھ عرض کرنا کافی ہوتا ہے۔ خلیفہ وقت کی بات پر اپنی عقل سے فتویٰ نہیں لگانا چاہئے۔

ایک گستاخ شخص

علماء کے ساتھ مذکورہ بالا ملاقات میں ایک پاکستانی نژاد پروفیسر بھی موجود تھے۔ یہ اسلامیات کے موضوع پر ایک اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں اور جماعت سے بخوبی واقف ہیں۔ جرمن حکومت نے ان کو جماعت کے متعلق اپنی پیشہ ورانہ رائے دینے کا کام دیا تھا۔ اس کے لئے انہوں نے نہ صرف ہمارا لٹریچر پڑھا بلکہ ہمارے مختلف شعبہ جات کے ساتھ ملاقاتیں بھی کیں۔ جماعت کے نظام اور خلافت کے ساتھ تعلق پر معلومات حاصل کیں۔ شوریٰ کا نظام اور خلیفہ وقت کی منظوری کا طریق، اسی طرح بیعت و اخراج کا طریق۔ مالی نظام، قضاء وغیرہ دیکھا۔ پس یہ خلافت کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ مزید برآں گزشتہ سالوں میں یہ حضور سے ملنے کی کئی مرتبہ خواہش بھی ظاہر کرچکے تھے۔

لیکن ملاقات شروع ہوئی تو چھوٹتے ہی انہوں نے شوخ رویہ اختیار کیا۔ میں حیران کہ انہیں ہوا کیا ہے؟ ان سے اس طرز عمل کی قطعاً توقع نہیں تھی۔ انہوں نے خود حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ ان کو میٹنگ کا طریق اور مقصد بتایا گیا تھا اور ملاقات شروع ہونے سے پہلے وہ باقی پروفیسرز اور امیر صاحب کے ساتھ بات چیت بھی کرتے رہے تھے۔ اگر کوئی بات واضح نہ تھی تو پوچھ سکتے تھے۔ حضور نے کمال حکمت سے ان کو خاموش کروا کر باقی احباب کے سوالات کے جواب عطا فرمائے۔ تفصیلی ملاقات ہوئی۔ سب پروفیسرز نے سوالات کئے۔ ان کے اسسٹنٹ محققین، جو انڈونیشیا، پاکستان، ترکی اور جرمنی سے تعلق رکھتے تھے، نے بھی سوالات کئے۔ آخر پر پروفیسر شروٹر صاحبہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ جماعت نہ صرف امن کا پرچار کرتی ہے بلکہ میں اس بات سے بہت متاثر ہوں کہ اس پر ہر حال میں عمل بھی کرتی ہے۔ واقعۂ لاہور کے بعد جماعت نے مکمل پرامن طرز عمل اختیار کیا۔ اور مسلسل مظالم کے باوجود کبھی غلط رویہ نہیں اپنایا۔ حالانکہ ایسے حالات میں پرامن رہنا مشکل ہوتا ہے۔

بہرحال میٹنگ ختم ہوئی۔ باہر آئے تو مجھے کسی پل چین نہ آئے۔ دل بالکل بجھ گیا۔ مہمانوں کے ساتھ کھانا تھا۔ مذکورہ پروفیسر صاحب بہرحال مہمان تھے اور مہمان نوازی ہمارا فرض تھا۔ سب مہمانوں سے بات چیت کی لیکن ان کی طرف دیکھا بھی نہیں اور واقعی نہیں دیکھا۔ بس دل ہی نہیں چاہا۔ ان کو فرینکفورٹ ٹرین سٹیشن پہنچانے کا انتظام بھی کیا۔ لیکن یہ گتھی سلجھائے نہیں سلجھتی تھی کہ آخر انہیں ہوا کیا تھا؟

حضور کی فراست اور MTA کو اہم ہدایت

اگلے دن حضور نے ہدایت دی کہ آئندہ ملاقاتوں میں جب تک تمام حاضرین سے پیشگی اجازت نہ لی جائے ایم ٹی اے عکس بندی نہ کرے۔ اور اجازت کی صورت میں بھی ایک کیمرہ کے ساتھ کمرہ کے ایک کونے میں رہیں۔ اگر اجازت نہ ملے تو صرف آڈیو ریکارڈنگ کا انتظام ہو۔

اس پر میرا خیال اس طرف گیا کہ ایم ٹی اے والوں کو دیکھ کر شائد پروفیسر صاحب کو خیال ہو کہ کہیں جماعت اس منظر کو کسی مقصد کے لئے استعمال نہ کرے۔ چنانچہ پھر اپنی غیر جانبدارانہ حیثیت ثابت کرنے کے لئے شوخی کی ہو۔ بہرحال یہ صرف ایک اندازہ تھا۔ لیکن اس سے اگلے دن ایک احمدی کے توسط سے پروفیسر صاحب کا پیغام موصول ہوا کہ اب وہ اپنی اہلیہ کے ہمراہ جلسہ سالانہ پر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ تب اس خیال کو اَور بھی تقویت ملی کہ ملاقات میں ان کی شوخی کسی مقصد کی خاطر تھی وگرنہ وہ جماعت سے بدستور رابطہ رکھنا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

حضور کی شفقت و دلجوئی

ملاقات کے بعد خاکسار نے حضور کی خدمت میں معافی کی درخواست کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بطور سیکرٹری امور خارجیہ میں اس ملاقات کا ذمہ دار تھا۔ کوئی غیر مناسب بات ہونا صرف میری ہی معصیت کا نتیجہ تھا۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ انسان کی بہت ہی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان اپنی زیادتیوں کی بنا پر اس قابل نہیں رہتا کہ اس کی پردہ پوشی کی جائے۔ تب ہی اس طرح کے امور پیش آتے ہیں۔ یقیناً اللہ انسان پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔

مشاہدہ یہ ہے کہ کوئی غلطی ہو جائے تو حضور دلجوئی کا بہت خیال فرماتے ہیں۔ بار بار تسلی دلاتے جاتے ہیں یہاں تک کہ انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ حضور نے معاف فرمادیا ہے۔ چنانچہ اسی روز حضور نے خاکسار کو شرف تخاطب عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ پروفیسر لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اگلے روز نماز ظہر سے پہلے مسجد میں پاس بلا کر پھر اس بارہ میں تبصرہ فرمایا۔ پھر اس سے اگلے دن دوبارہ نماز ظہر سے قبل اس بارہ میں گفتگو فرمائی۔ پھر پروفیسر صاحب کی جلسہ میں شمولیت کی درخواست پر اپنے دست مبارک سے نوٹ لکھ کر بھجوایا۔ پھر عابد خان صاحب پریس سیکرٹری اور مبارک ظفر صاحب، ایڈیشنل وکیل المال، کو الگ الگ ملاقاتوں میں فرمایا کہ ملاقات اچھی تھی۔

بیت العافیت

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اسی روز انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی نئی خرید کردہ عمارت [بیت العافیت] کا افتتاح تھا۔ نوّے کی دہائی کے آغاز میں مجھے اس عمارت کے ایک حصہ میں جو اس وقت جماعت کے پاس تھا، رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ وہ نظارہ اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اب اللہ کے فضل سے یہ پانچ منزلہ عمارت محض دو ذیلی تنظیموں نے مکمل خرید لی ہے۔ جبکہ بیت العافیت کے سامنے چار منزلہ بیت السبوح میں جماعت کے دفاتر ہیں اور اس کے برابر میں واقع ایوان خدمت میں خدام الاحمدیہ کے۔ جماعت کی ترقی اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہام وَسِّعْ مَکَانَکَ کی سچائی کی یہ صرف ایک مثال ہے۔ الحمدللہ۔

پروٹوکول

خلیفۂ وقت کے لئے ایک پروٹوکول ترتیب دی گئی ہے جس کو امور خارجیہ کی تمام ملاقاتوں میں ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ مساجد کی تقاریب میں پروٹوکول یہ ہے کہ غیر احمدی مہمانوں میں سب سے پہلے شہر کے میئر مصافحہ کا شرف حاصل کرتے ہیں، پھر وفاقی اسمبلی اور وفاقی حکومت کے نمائندے، پھر صوبائی اسمبلی اور صوبائی حکومت کے نمائندے۔ منتخب نمائندوں کو انتظامیہ کے افسران پر تقدم حاصل ہے۔ مقامی سیاستدانوں کو وفاقی سیاستدانوں پر۔ شہر کی طرف سے صرف ایک شخص نمائندہ ہوتا ہے۔ جبکہ وفاقی اسمبلی کے تمام ممبران کو یہ اعزاز دیا جاتا ہے۔ ان تقریبات میں سٹیج پر امیر صاحب حضور کے بائیں اور شہر کا نمائندہ دائیں بیٹھتے ہیں۔ سٹیج پر چار یا پانچ افراد بیٹھتے ہیں۔ سیکرٹری سٹیج الگ اور پیچھے ہٹ کر بیٹھتا ہے۔ سب سے پہلے حضور سے پروگرام شروع کرنے کی اجازت چاہی جاتی ہے۔ اور جب تک حضور اجازت مرحمت نہ فرمائیں پروگرام شروع نہیں کیا جاتا۔ سٹیج سیکرٹری کی گزارشات مختصر ترین جملوں پر مشتمل ہوتی ہیں تاکہ حضور کا جس قدر وقت ممکن ہو بچ سکے۔

دفتری ملاقاتوں میں پروٹوکول یوں ہے کہ حضور کے سامنے دائیں جانب امیر صاحب اور بائیں جانب سیکرٹری امور خارجیہ بیٹھتا ہے۔ عین سامنے مہمان بیٹھتے ہیں۔ آغاز میں سیکرٹری امور خارجیہ مہمانوں کا انفرادی یا اجتماعی مختصر تعارف کرواتا ہے۔ اس کے بعد حضور گفتگو کا آغاز فرماتے ہیں۔ پروٹوکول کے متعلق ایک خط ملاقات کیلئے آنے والے تمام ملاقاتیوں کو پہلے بھجوایا جاتا ہے۔ اس میں حضور کو مخاطب کرنے کا طریق، حضور کا لقب وغیرہ امور درج ہوتے ہیں۔ خواتین کو مصافحہ کے متعلق اسلامی طریق بتادیا جاتا ہے۔

ملاقات کا ماحول بے تکلف ہوتا ہے۔ بسا اوقات حضور از خود کوئی بات دریافت فرمالیتے ہیں۔ کبھی کوئی لطیفہ یا ہلکی پھلکی بات بھی ہو جاتی ہے۔ گفتگو کو کسی خاص موضوع کی طرف لانا مقصود ہو تو خاکسار کچھ عرض بھی کرلیتا ہے۔ حضور نے پہلے سے بتایا ہوتا ہے کہ ملاقات اتنے منٹ کی ہوگی۔ چنانچہ وقت ہونے پر خاکسار حضور کی خدمت میں تصاویر کی درخواست کرتا اور کھڑا ہو جاتا ہے۔

ایک کارکن سے شفقت

حضور ساتھ ساتھ مختلف امور میں تربیت فرماتے جاتے ہیں۔ جب پہلی مرتبہ برلن میں ملاقاتیں ہوئیں تو حضور نے بلا کر شرف مصافحہ بخشا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ خارجہ کے کاموں میں تحائف بھی ضروری ہوتے ہیں۔ تحائف کا بجٹ بھی رکھیں۔ بس۔ کوئی باز پرس نہیں فرمائی کہ تحائف کیوں نہیں تھے وغیرہ۔ حالانکہ یہ بات علیحدگی میں ہو رہی تھی۔ اس ارشاد کے مطابق اب مہمانوں کے لئے تحائف کا انتظام ہوتا ہے۔ ایک کارکن ملاقات کے اختتام پر تحائف لے آتے ہیں جو کہ امیر صاحب حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مساجد کی تقریبات میں ایسا سٹیج پر کیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ یہ خدمت عظمت احمد صاحب کے سپرد تھی۔ احتیاطاً زائد تحائف تیار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ آخر میں حضور نے ان کے ہاتھ میں زائد تحفہ دیکھ کر فرمایا کہ یہ آپ کے لئے ہے۔ ہاناؤ میں پھر اسی طرح ہوا۔ اس کے بعد ایک روز وہ کہنے لگے کہ حضور نے مجھے دو مرتبہ تحفہ دیا ہے مجھے لگتا ہے کہ حضور مجھے پسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ [اس لئے کہ حضور سب احمدیوں کو پسند کرتے ہیں اور عظمت صاحب تو مخلص اور محنتی کارکن ہیں]۔

خلیفۂ وقت کی جماعت سے محبت

یہ کوئی قیاسی بات نہیں۔ یقیناً جس طرح احباب جماعت کو خلیفہ وقت کے ساتھ محبت ہے اسی طرح خلیفہ وقت کو بھی احباب جماعت کے ساتھ محبت ہے اور اس کا اندازہ مختلف امور سے ہوتا رہتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل ایک عرب ملک میں ایک احمدی کو محض احمدی ہونے کی بنا پر قید کر لیا گیا۔ اس معاملہ میں حضور کی طرف سے جماعت جرمنی کو بھی کام کرنے کا موقع عطا کیا گیا۔ حضور کی اس احمدی بھائی کے لئے فکرمندی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ہمیں ہدایت تھی کہ ہر روز کے کام کی رپورٹ روزانہ دی جایا کرے۔ چنانچہ روز رپورٹ دی جاتی اور حسب ضرورت ہدایات ملتیں۔ پھر حضور نے قانونی چارہ جوئی میں مدد کے لئے امریکہ سے دو احمدی وکلاء کو وہاں بھجوایا۔ چنانچہ وہ دن بھر کام کرتے اور رات کو چار ممالک کے ساتھ رابطہ ہوتا جس میں اگلے دن کا لائحہ عمل بنتا۔ پھر حالات ایسے ہو گئے کہ ہمارے وکلاء کو وہ ملک چھوڑنا پڑا۔ جب تدبیریں تمام ہوچکیں تو بالآخر اس احمدی کو محض حضور کی توجہ اور دعا سے رہائی ملی۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ وہاں کے بادشاہ کی کامیاب جراحی ہوئی۔ اس خوشی میں اس نے بہت سے قیدیوں کو رہا کیا تو ہمارے اس عرب بھائی کو بھی نجات ملی۔ یہ صرف ایک دفعہ کی بات نہیں ہے۔ خاکسار کو آٹھ ممالک میں احمدیوں پر مظالم کے کیس بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے اور ہر دفعہ حضور کی فکرمندی مشاہدہ کی ہے۔

خلیفۂ وقت کی اس محبت کی وجہ سے احباب جماعت میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور اس سے ہی زیادہ شفقت کا سلوک فرماتے ہیں۔ مثلاً ملاقاتوں کے متعلق اکثر احباب کا دعویٰ ہوتا ہے کہ حضور نے انہیں عام طریق سے زیادہ وقت عطا فرمایا ہے۔ ملاقات کے بعد حضور کی اپنے ساتھ بے تکلف گفتگو کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض دفعہ دیکھا ہے کہ ایک اپنی ملاقات کے حوالہ سے بات کرتا ہے تو دوسرا اس سے زیادہ بڑھ کر حضور کی شفقت کے ثبوت پیش کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بھی ایسے مقابلے ہوتے اور صحابیات میں یہ بحث ہو جاتی تھی کہ حضورؑ کس کے خاوند سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ حضرت اماں جانؓ

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ 20

سکتے۔ فرمایا کہ یہاں تک کہ انبیاء بھی جن میں برداشت بھی ہوتی ہے انہوں نے مجاہدات بھی کئے ہوتے ہیں ان کا توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ان کو اس کام کے لئے مامور کر رہا ہوتا ہے، مقرر فرما رہا ہوتا ہے پھر بھی ان کو ظاہری ذرائع کی، اسباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو کہنا پڑتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ان کاموں میں میرے مددگار ہوں گے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قانون شریعت میں قانون قدرت کے مطابق ہی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کا حکم فرمایا ہے۔

پھر آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور خاص طور پر انصار کی عمر کے لوگوں کو اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کیونکہ زندگی کا ایک بڑا حصہ گزر چکا ہے اس لئے اب بہت زیادہ فکر کی ضرورت ہے۔ کوئی پتا نہیں کس وقت بلاوا آ جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے''۔ اگر ایک چھوٹی سے چھوٹی بدی بھی تم کرتے ہو تو اس پر بھی سزا مل سکتی ہے۔ ''وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا''۔ بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور کوئی پتا نہیں عمر کتنی ہے اور کیا کرم کرنے ہیں۔ ''تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے۔ جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو''۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

یعنی سب کچھ ضائع نہ ہو جائے اور یہ جو تم پیش کر رہے ہو، جو ہمارے اعمال ہیں، یہ ایسے نہ ہوں کہ وہ اس قابل ہی نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جا سکیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے یہ تنظیم قائم فرمائی، فرماتے ہیں کہ:

''انصار اللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گزر رہے ہیں اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان جانے کی فکر میں ہوتا ہے۔ اور جب کوئی انسان اگلے جہان جا رہا ہو تو اس وقت اسے اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں اس دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندہ ہو۔ اس کے اعمال خراب ہوں۔ اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو جو اگلے جہان میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندہ اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایک ایسے حصے میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہئے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہو سکتا''۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 90۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اکتوبر 1943ء)

پھر انصار کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

''آپ کا نام انصار اللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صَرف کریں اور دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے''۔ دین کا چرچا یہی ہے کہ تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنے اہل و عیال کو ہمیشہ نماز وغیرہ کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ یہی اصل خدمت آپ لوگوں کی ہے۔ آپ خود بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولادوں کو بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ جب تک جماعت میں یہ روح پیدا رہے اور لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا تعلق قائم رہے اور اپنے اپنے درجے کے مطابق کلام الٰہی ان پر نازل ہوتا رہے اسی وقت تک جماعت زندہ رہتی ہے کیونکہ اس میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی آواز سن کر اسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور جب یہ چیز مٹ جاتی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ سے بے تعلق ہو جاتے ہیں تو اس وقت قومیں بھی مرنے لگ جاتی ہیں۔ پس آپ لوگوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اپنی اولادوں کو بھی ذکر الٰہی کی تلقین کرتے رہنا چاہئے''۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 144-145)

پھر تہجد اور ذکر الٰہی اور مساجد کی آبادی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت کی دماغی نمائندگی انصار اللہ کرتے ہیں۔ جب کسی قوم کے دماغ، دل اور ہاتھ ٹھیک ہوں تو وہ قوم بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ پس مَیں پہلے تو انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان میں سے وہ جو یا صحابی ہیں یا کسی صحابی کے بیٹے ہیں'' (اور اس وقت یہاں کافی صحابہ کی اولاد میں سے بھی ہیں) ''یا کسی صحابی کے شاگرد ہیں۔ اس لئے جماعت میں نمازوں، دعاؤں اور تعلق باللہ کو قائم رکھنا ان کا کام ہے۔ ان کو تہجد، ذکر الٰہی اور مساجد کی آبادی میں اتنا حصہ لینا چاہئے کہ نوجوان ان کو دیکھ کر خود ہی ان باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔ اصل میں تو جوانی کی عمر ہی وہ زمانہ ہے جس میں تہجد، دعا اور ذکر الٰہی کی طاقت بھی ہوتی ہے اور مزہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن عام طور پر جوانی کے زمانہ میں موت اور عاقبت کا خیال کم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے نوجوان غافل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر نوجوانی میں کسی کو یہ توفیق مل جائے تو وہ بہت ہی مبارک وجود ہوتا ہے۔ پس ایک طرف تو مَیں انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے نمونے سے اپنے بچوں، اپنے ہمسایوں کے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو زندہ کریں اور دوسری طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اتنا اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کریں کہ نسلاً بعد نسلٍ اسلام کی روح زندہ رہے''۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 205-206۔ خطاب فرمودہ 18/نومبر 1955ء)

پس آپ نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو عہد باندھا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام استعدادوں کو بروئے کار لائیں۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعلق باللہ کو بڑھائیں۔ دعاؤں اور نمازوں کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ تہجد میں بھی باقاعدگی اختیار کریں۔ اپنی راتوں کو زندہ کریں۔ اپنے بچوں اپنے احمدی ماحول کے بچوں کی تربیت کی فکر اپنے اندر پیدا کریں۔

بعض والدین بڑی پریشانی اور فکر کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بچے جوانی کو پہنچ کر ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں یا نکل گئے ہیں تو جو وقت ہماری کمزوریوں کی وجہ سے ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا اور ہماری اولاد میں سے اگر کوئی بے دینی کی طرف چل پڑا ہے تو پیار سے، محبت سے اس کو بہرحال واپس لانے کی کوشش کریں اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اس کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ گو ایسی ایک آدھ مثال ہی ملتی ہے لیکن ہم اپنا ایک بھی بچہ کیوں ضائع ہونے دیں۔ پھر بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں کیونکہ اب خلافت کی وابستگی کے ساتھ ہی آپ کی زندگی اور بقا ہے۔ ویسے بھی آپ لوگ اپنی اولاد کے راعی ہیں اور آپ سے، ہر راعی سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ فی القری والمدن 893)

پھر حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے۔ اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔...... اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی''۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 122۔ خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ 26/اکتوبر 1956ء)

فرمایا کہ:

''آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو ان (صحابہ) جیسی محبت بھی پیدا کریں۔ آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہوگی، خدّام کی بھی ضرورت ہوگی اور اطفال کی بھی ضرورت ہوگی ورنہ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اکیلا نبی (بھی) کوئی کام نہیں کر سکتا۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حواری دیئے ہوئے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی جماعت دی۔ اسی طرح اگر خلافت قائم رہے گی تو ضروری ہے کہ اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ بھی قائم رہیں اور جب یہ ساری تنظیمیں قائم رہیں گی تو خلافت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی''۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 129۔ خطاب سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ 26/اکتوبر 1956ء) انشاء اللہ۔

پھر آپ نے فرمایا کہ:

''انصار اللہ خصوصیت کے ساتھ اپنے کام کی عمدگی سے نگرانی کریں تا کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ان کا کام نمایاں ہو کر لوگوں کے سامنے آ جائے اور وہ محسوس کرنے لگ جائیں کہ یہ ایک زندہ اور کام کرنے والی جماعت ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں جب تک انصار اللہ اپنی ترقی کے لئے صحیح طریق اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔...... مَیں سمجھتا ہوں بڑی عمر کے لوگوں کو ضرور یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ وہ شباب کی عمر میں سے گزر کر اب ایک ایسے حصہ عمر میں گزر رہے ہیں جس میں دماغ تو سوچنے کے لئے موجود ہوتا ہے مگر زیادہ عمر گزرنے کے بعد ہاتھ پاؤں محنت مشقت اور کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس کی وجہ سے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کاموں کے سرانجام کے لئے کچھ نوجوان سیکرٹری (چالیس سال کے اوپر کے مگر زیادہ عمر کے نہ ہوں) مقرر کریں جن کے ہاتھ پاؤں میں طاقت ہو اور وہ دوڑنے بھاگنے کا کام آسانی سے کر سکیں تا کہ ان کے کاموں میں سستی اور غفلت کے آثار پیدا نہ ہوں''۔

آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ: ''مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر چالیس سال سے پچپن سال کی عمر تک کے لوگوں پر نظر دوڑاتے تو ضرور اس عمر کے لوگوں میں ایسے لوگ مل جاتے جن کے ہاتھ پاؤں بھی ویسے ہی چلتے ہیں جیسے ان کے دماغ چلتے ہیں''۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 90۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اکتوبر 1943ء)

اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال سے پچپن سال تک کے لئے بعد میں انصار اللہ کی صف دوم کا قیام فرمایا اور اس کے لئے ایک نائب صدر بھی علیحدہ ہوتا ہے۔ تو بڑی عمر کے لوگوں کو چاہئے جو چالیس سال سے پچپن سال کی عمر تک کے ہیں کہ بڑوں سے تجربہ حاصل کریں اور بڑوں کو چاہئے کہ اپنے تجربے سے اس عمر کے انصار کو تربیت دیں اور ان کی رہنمائی کریں اور برداشت کرنے کا بھی مادہ پیدا کریں۔ یہ نہیں کہ ہم بڑے ہیں تو اس لئے ہمارے پاس ہی سارے عہدے ہونے چاہئیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

''یہ ایک الٰہی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ایک زمانہ انسان پر ایسا آتا ہے جب اس کے جسمانی قویٰ تو نشو و نما پاتے ہیں مگر اس کے دماغی قویٰ ابھی پردہ میں ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہتا کہ ان میں انحطاط واقع ہو جاتا ہے''۔ ان میں گراوٹ آنی شروع ہو جاتی ہے۔ ان میں کمی ہو جانی شروع ہو جاتی ہے۔ ''انحطاط نہیں بلکہ قوائے دماغیہ ایک پردہ کے اندر رہتے ہیں۔ یہ زمانہ وہ ہوتا ہے جو پچیس سال سے چالیس سال تک کی عمر کا ہے۔ لیکن پھر اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آتا ہے جب جسم میں نشو و ارتقاء کی طاقت تو نہیں رہتی مگر اسے جو کمال حاصل ہو چکا ہوتا ہے وہ قائم رہتا ہے۔...... یہی وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ عام طور پر نبیوں کو اصلاح خلق کے لئے کھڑا کیا کرتا ہے۔ گویا یہ زمانہ بَلَغَ اَشُدَّہٗ کا زمانہ ہوتا ہے۔ طاقتیں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں...... پس جب میں نے انصار اللہ میں شمولیت کے لئے چالیس سال سے اوپر کی شرط رکھی تو اس کے معنی یہ تھے کہ کام کرنے کا بہترین زمانہ انہیں حاصل تھا''۔ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم انصار کی عمر کو پہنچ گئے ہیں اس لئے اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ ''بشرطیکہ اس عمر والوں سے فائدہ اٹھایا جاتا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس حکمت کو نہ سمجھا اور کام انہی لوگوں کے سپرد رکھا جو زیادہ عمر کے ہیں۔ حالانکہ اگر سارے کے سارے کام انہی لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں جو ساٹھ سال سے اوپر اور ستّر سال کے قریب ہوں تو نتیجہ یہ ہوگا'' آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ ''نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کے پاس دماغ تو ہوگا مگر چونکہ کام کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں نہیں ہوں گے اس لئے وہ کام خراب ہو جائے گا۔ مفید، نتائج کا حامل نہیں ہوگا''۔

(خطبات محمود جلد 24 صفحہ 247 تا 249)

لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ جب سے صف دوم کا اجراء ہوا ہے، ہر طرح کے انصار اپنے کاموں میں شامل ہوتے ہیں۔ عاملہ کے ممبران کے علاوہ جو بھی دوسرے انصار ہیں مجلس عاملہ کو اور انصار اللہ کی تنظیم کو کوشش کرنی چاہئے کہ ان کو بھی زیادہ سے زیادہ اپنے پروگراموں میں شامل کریں۔ اور ایسے لوگ جو ایک عمر کے بعد مایوس ہونا شروع ہو جاتے ہیں ان کو مایوسی سے نکالیں۔ ان کی مایوسی دور کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے کہا صف دوم کی وجہ سے انصار اللہ میں ایک نئی قوت اور ہمت پیدا ہو چکی ہے۔ اب انصار اللہ کا وہ تصور نہیں ہے کہ بس چالیس سال سے اوپر نکلے اور جو بھی پہلے

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

قسط نمبر 175

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جولائی اور اگست 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اسیران کی رہائی کے سامان فرمائے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

سرگودھا میں کشیدہ صورتحال

چک نمبر 71 جنوبی، ضلع سرگودھا؛ اگست 2015ء: حکومتی انتظامیہ نے ضلع سرگودھا میں واقع چک نمبر 71 جنوبی کو ماڈل ویلج بنانے کی منصوبہ بندی کی۔ اس سکیم کے تحت اس گاؤں میں ایک ہسپتال، لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے الگ الگ سکولز اور بڑی سڑک سے ملانے کیلئے ایک پختہ چھوٹی سڑک تعمیر کیے گئے۔

سڑک کی تعمیر کے لئے انتظامیہ کو ناجائز طور پر تعمیر کی جانے والی بہت سی تجاوزات کو ختم کرنا پڑا۔ وہاں پر رہنے والے احمدی گھروں نے چونکہ قواعد وضوابط سے ہٹ کر کوئی تعمیر نہ کر رکھی تھی اس لیے انہیں اس کریک ڈاؤن سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ جماعت کے مخالفین نے اس بات کو بنیاد بنا کر احمدیوں کے خلاف فضا ناسازگار کرنے کی کوشش شروع کردی۔ ایک شرّ پسند نے جس کا تعلق جماعت اسلامی سے بتایا جاتا ہے گاؤں کے لوگوں میں یہ پراپیگنڈا کرنا شروع کردیا کہ انتظامیہ کی طرف سے ناجائز تجاوزات کے خلاف جو ایکشن لیا گیا ہے اس کے ذمہ دار احمدی ہیں۔ اس پر ایک ملّاں بھی میدان میں کود پڑا۔ ان لوگوں نے ایک ٹی وی چینل 'بیداری' کے نمائندہ کو بلوایا اور لگے جماعت کے خلاف تقاریر کرنے۔ یہ تمام تقاریر ریکارڈ بھی کی گئیں جن میں کی جانے والی باتوں میں یہ بھی شامل تھیں کہ 'مرزائی مسلمانوں کے گھر مسمار کر رہے ہیں۔ مرزائی کافر ہیں اور واجب القتل ہیں۔ ہم ان کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہیں۔ ہم ان کے سروں میں گولیاں ماردیں گے۔' وغیرہ۔ اس ٹی وی چینل پر یہ تمام تقاریر نشر بھی کردی گئیں!

احمدیوں نے اس پر پولیس کو گاؤں میں بگڑتی ہوئی صورتِ حال سے آگاہ کیا جس پر پولیس نے پانچ شرپسندوں کو گرفتار کر لیا جبکہ بارہ دیگر راہِ فرار اختیار کر گئے۔ اور اگلے روز انہوں نے عدالت سے عبوری ضمانت کا پروانہ حاصل کر لیا۔ علاقہ کے احمدیوں نے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سے بھی اس سلسلہ میں رابطہ کیا۔ اس نے بھی فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے مناسب اقدامات کیے۔ لیکن مقامی ایم این اے مخالفینِ احمدیت کا ہمنوا ہے کیونکہ اس کے سیاسی مفادات ان سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ اب شرّ پسندوں کی لابی اس ممبر قومی اسمبلی کا اثر و رسوخ استعمال کر کے پولیس سے پناہ حاصل کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔

....

جامعہ احمدیہ ربوہ پر سیکیورٹی 'ریڈ'

ربوہ؛ 8/اگست 2015ء: جامعہ احمدیہ ربوہ کے سینئر اور جونیئر سیکشن کے کیمپس میں پولیس کی بھاری نفری نے 'ریڈ' کیا اور روزنامہ 'دِن' میں شائع کی جانے والی ایک خبر کے مطابق ہر دو اداروں کو 'کلیئر' قرار دے دیا گیا۔

اس موقع پر درج ذیل خبر شائع کی گئی:

''چناب نگر پولیس کا قادیانی مدارس میں سرچ آپریشن

چناب نگر (نامہ نگار) پولیس کا قادیانی مدارس میں سرچ آپریشن۔ تفصیلات کے مطابق محکمہ داخلہ پنجاب اور سی ٹی وی کی ہدایت پر موجود ملکی حالات کے پیشِ نظر ضلع چنیوٹ پولیس نے چناب نگر میں قائم قادیانی مدرسوں کا سرچ آپریشن کیا جس کی نگرانی ایس پی انویسٹی گیشن چنیوٹ نے کی جبکہ ٹیم میں ضلع بھر کی پولیس اور اعلیٰ افسران اور بھاری نفری اور ایلیٹ فورس کے ہمراہ جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن، جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن اور دیگر مدارس میں اسلحہ، بارود، نفرت انگیز لٹریچر اور مشکوک افراد کی بابت تلاشی لی۔ سرچ کے دوران رجسٹریشن کے کاغذات، رجسٹریشن فارم، لٹریچر، کمپیوٹرز، ویڈیو فلمز اور سی ڈیز کو بھی باریک بینی سے چیک کیا گیا۔ پولیس نے قادیانی مدارس اور طلباء کو کلیئر قرار دے دیا۔'' (روزنامہ دن لاہور، اتوار 9/اگست 2015ء)

....

احمدیوں کو اسلامی شعار استعمال کرنے کی ممانعت

سیال موڑ، ضلع سرگودھا؛ 23/ جولائی 2015ء: اس علاقہ میں چھ احمدی گھرانے آباد ہیں۔ دو گاؤں میں اور دو بس سٹاپ پر کل ملا کر چار دکانیں ان کی ملکیتی ہیں۔ پاکستان کی ایک موبائل فون کمپنی کے نمائندوں نے دوسری جگہوں کی طرح ان کی دکانوں پر بھی اپنے اشتہارات آویزاں کردیے۔ ان اشتہارات میں سے ایک کی عبارت میں ''یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ'' اور ''ماشاء الله'' کے الفاظ بھی شامل تھے۔

اشتہارات لگانے کے کچھ عرصہ کے بعد کالعدم تنظیم سپاہِ صحابہ کا ایک عہدیدار ارشد موقع پر پہنچا۔ اس نے وہاں پر فساد برپا کردیا اور پولیس کو بلوا لیا گیا۔ یہ شخص احمدیوں کو چیخ چیخ کر کہتا رہا کہ 'تم لوگ غیر مسلم ہو، تمہیں کوئی اختیار حاصل نہیں کہ تم لوگ اسلامی عبارتوں کو اپنی دکانوں پر لگاؤ۔ انہیں فوری طور پر مٹاؤ۔' اس پر احمدیوں نے اسے جوابًا کہا کہ نہ تو انہوں نے وہ عبارتیں اپنی دکان میں لگائی ہیں اور نہ ہی وہ انہیں مٹائیں گے۔ اس پر پولیس نے اس موبائل فون کی کمپنی کے ملازمین کو بلوا کر انہیں وہ اشتہارات ان دکانات سے اتارنے کا کہا۔ انہوں نے بہت بے دلی کے ساتھ ایسا کیا۔ مزید برآں علاقہ کے اکثر لوگوں نے اس شرّ پسند کے پیدا کیے جانے والے اس شوشے کی مذمت کی۔

....

احمدیوں کے خلاف نفرت انگیزی

پچنند، ضلع چکوال؛ اگست 2015ء: کچھ عرصہ قبل ہماری رپورٹ میں یہ شائع کیا جاچکا ہے کہ ضلع چکوال کے علاقہ پچنند میں حکومتی انتظامیہ کے اہلکاروں نے احمدیہ مسجد کے مینار اور محراب کو ملّاں کے ایماء پر شہید کردیا تھا۔ اس وقت سے علاقہ میں احمدیوں کے خلاف کافی اشتعال پایا جاتا ہے۔ احمدیوں کے خلاف سوشل بائیکاٹ جاری ہے۔ مخالفین نے اینٹی احمدیہ پوسٹرز کو علاقہ میں جابجا لگا رکھا ہے۔ دوکاندار احمدیوں کو روزمرہ استعمال کی جانے والی چیزیں دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ دوکانوں پر سٹکرز چسپاں ہیں جن پر تحریر ہے 'ہم عاشقانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛ یہاں مرزائیوں سے کوئی لین دین نہیں ہوتا۔' نیز 'قادیانیوں کی مصنوعات کا استعمال حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے۔'

....

ملّاں کی شرّ انگیزیاں

ذیل میں ملّاں کے احمدیوں کے خلاف جاری کیے جانے والے کچھ بیانات درج کیے جارہے ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ملّاں احمدیوں کی مخالفت میں کس قدر اعتدال کی حد سے گزر جاتے ہیں۔

☆ روزنامہ 'دنیا' فیصل آباد کی ہفتہ 5/ستمبر کی اشاعت میں یہ درج ہے کہ:

''گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) ضلعی صدر پاکستان علماء کونسل...... نے کہا ہے کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں 7 ستمبر 1974 کا قومی اسمبلی کا فیصلہ تاریخ ساز ہے۔ تحریک ختم نبوت کے اکابرین اور شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اکابرین کے اس طرزِ عمل کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے زندگی کی آخری سانس تک فروغ دیتے رہیں گے۔''

☆ روزنامہ جنگ لاہور کی 5 ستمبر 2015ء کی اشاعت میں ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت، حضوری باغ روڈ، ملتان کی جانب سے درج ذیل اپیل شائع کی گئی:

روزنامہ جنگ لاہور (6) 5 ستمبر 2015ء

یومِ تحفظِ ختم نبوت

علماء کرام، خطباء عظام اور ائمہ مساجد کی خدمت میں اپیل!

7/ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، اس تاریخ ساز فیصلہ کی مناسبت سے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اجاگر کریں۔ قادیانیوں کے عقائد ونظریات اور ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے اہلِ وطن کو آگاہ کریں۔

جزاکم اللہ احسن الجزا!

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ (امیر مرکزیہ)

حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ (نائب امیر مرکزیہ)

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ (نائب امیر مرکزیہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

''یومِ تحفظِ ختم نبوت

علماء کرام، خطباء عظام اور ائمہ مساجد

کی خدمت میں اپیل!

7/ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، اس تاریخ ساز فیصلہ کی مناسبت سے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اجاگر کریں۔ قادیانیوں کے عقائد ونظریات اور ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے اہلِ وطن کو آگاہ کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء''

☆ روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد نے اپنی 14/ستمبر کی اشاعت میں درج ذیل خبر شائع کی:

''آئین کو تسلیم نہ کرنے والے قادیانیوں کو پاکستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں، عطاء المہیمن

چناب نگر (نمائندہ ایکسپریس) پاکستان کے آئین کو تسلیم نہ کرنے والے قادیانی گروہ کو ملک میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ پاکستان کا ہر شہری آئین پاکستان کا پابند ہے۔ اس سے انکاری آئین سے بغاوت اور دہشت گردی ہے۔ اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر قادیانیوں نے آج تک اپنی غیر مسلم اقلیت قرار دی جانے والی آئینی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر قانون کی بے حسی اور حکمرانوں کی چشم پوشی حیران کن بات ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔''

☆ روزنامہ دن لاہور نے اپنی 14/ستمبر کی اشاعت میں درج ذیل خبر شائع کی:

''مذہبی، اسلامی اور قانونی روح سے

قادیانی غیر مسلم ہیں، لیاقت قیوم

پاکستانی آئین میں ہر قسم کی مرزائیت

کی تعلیم وترویج پر مکمل پابندی عائد ہے

مظفر آباد (نیوز ایجنسی) بانی سیکرٹری جنرل آل کشمیر نیوز پیپر سوسائٹی وسابق امیدوار اسمبلی لیاقت قیوم عباسی نے کہا ہے کہ مذہبی، اسلامی اور قانونی روح سے قادیانی غیر مسلم ہیں، ختم نبوت، عقائد اسلامیہ میں بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ حضورؐ پر سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا گیا اور قرآن مجید نے اس معاملہ میں واضح کردیا کہ امام انبیاءؐ خاتم النبیین ہیں۔ اس آفاقی اور قرآن کے دیے ہوئے عقیدہ سے سرمُو انحراف اسلام سے یکسر دور کردیتا ہے۔ جس کی بنیاد پر قادیانی غیر مسلم ہیں اور بالخصوص پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آئینی طور پر ہر قسم کی مرزائیت کی تعلیم وترویج پر مکمل پابندی عائد ہے۔''

.................(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ 16

کام کرتے تھے وہ ختم ہوجائیں اور آج کی کھیلوں میں آپ نے اندازہ لگالیا کہ ان نوجوانوں کے نوجوانوں نے خدام الاحمدیہ کو بھی رسّہ کشی میں ہرا دیا۔ تو الحمد للہ یہ انصار اللہ کے لئے جہاں ایک خوشی ہے وہاں خدام الاحمدیہ کے لئے فکر کا مقام بھی ہے کہ یہ بوڑھے تو ان سے آگے نکل گئے ہیں۔ ان کاموں میں تو کم از کم ان کو آگے نکلنا چاہئے۔ بس یہی چند گزارشات تھیں۔ اب اسی بات پر مَیں ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہمت سے اور اپنی ذمہ واریوں کو سمجھتے ہوئے تبلیغ کے کام کو بھی، تربیت کے کام کو بھی اور عبادت کو بھی حقیقی رنگ میں بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کریں۔ (دعا)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/مارچ 2011ء میں مکرم عبدالباسط بٹ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے محترم شیخ نصیرالدین احمد صاحب کا وہ خط شامل کیا ہے جو انہوں نے مضمون نگار کے والد محترم ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب درویشِ قادیان کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔

حضورؒ کے نام اپنے خط میں محترم شیخ صاحب نے لکھا کہ مکرم ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب موصی تھے اور بے حد مخلص خاندان کے فرد تھے۔ آپ کے والد مکرم خواجہ عبدالواحد صاحب پہلوان کا ریتی چھلہ قادیان میں لکڑیوں کا ٹال بھی ہوا کرتا تھا اور ساتھ وہ دودھ دہی کی دکان بھی کرتے تھے۔ میری دوستی ان سے 1937ء میں ہوئی جب مَیں بیمار ہوکر ہسپتال میں داخل ہؤا اور خدام الاحمدیہ کی طرف سے عبدالکریم صاحب نے میری دن رات خدمت کی۔ ان کی پانچ بہنیں تھیں لیکن بھائی کوئی نہیں تھا۔ ایک بار انہوں نے نہایت دل گرفتگی کے ساتھ اس امر کا ذکر کیا تو مَیں نے کہا کہ مجھے اپنا بھائی بنالیں چنانچہ ہم نے ایک تحریر لکھ کر اس پر دستخط کرکے رکھ لی کہ آج سے ہم دونوں بھائی بنے ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد آپ دواڑہائی سال درویش کے طور پر قادیان میں رہے اور اس دوران دارالمسیح حلقہ کے زعیم بھی رہے۔ نہایت شگفتہ مزاج اور ہردلعزیز تھے۔ ان کے والد کی علالت اور فیملی کی نگہداشت کے پیش نظر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں درخواست کی گئی تو آپ کو پاکستان آنے کی اجازت ملی۔ گوجرہ میں احمدیت کا آغاز آپ کے والد اور اقرباء کے ذریعہ ہوا۔ آپ کی آمد سے بھی جماعت میں ایک مخلص اور مستعد کارکن کا اضافہ ہوا۔ محترم خالد صاحب دن بھر سیمنٹ اور کوئلہ کا کاروبار کرتے تھے۔ جبکہ رات کو احمدیہ دارالمطالعہ گوجرہ میں آجاتے اور رات گئے تک ہومیوڈسپنسری چلاتے۔ احمدی اور غیراحمدی مفت علاج اور دوائی کی سہولت پاتے۔ آپ نے ہومیوپیتھی میں سرکاری امتحان دے کر سند بھی حاصل کرلی تھی۔

محترم شیخ نصیر احمد صاحب نے مضمون نگار کے نام اپنے خط میں لکھا کہ مجھے کئی ایسے واقعات یاد ہیں جن میں کسی نے مکرم عبدالکریم خالد صاحب سے دشمنی کی لیکن جب وہ کسی مصیبت میں پھنسا تو آپ وہ پہلے شخص ہوتے جو اُس کی مدد کو پہنچتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ ہم نے احمدیت میں یہی سیکھا ہے کہ ایسے طریق سے بدلہ لو جس سے دشمنی دوستی میں اور نفرت محبت میں بدل جائے۔

محترم عبدالکریم خالد صاحب کو دورِ درویشی کے دوران اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی ملی۔ آپ حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے قائم کی جانے والی بزم درویشانِ قادیان کے بھی رکن تھے۔ اس بزم نے بعد ازاں رسالہ ''درویش'' بھی جاری کیا۔

……❁……❁……❁……

مکرم میاں عبدالسمیع نون صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28اپریل 2011ء میں مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مکرم میاں عبدالسمیع نون صاحب کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

محترم میاں عبدالسمیع نون صاحب تعلیم الاسلام کالج کے اوّلین طلباء میں شامل تھے۔ میرا ایک تعلق اُن سے اس ناطہ سے تھا کہ مَیں وہاں استاد بھی تھا۔ پھر میرے داداخسر حضرت مولانا محمد اسماعیل ہلالپوری اور میاں عبدالسمیع نون کے والدگرامی میاں عبدالعزیز نون میں خوب دوستی تھی۔ جب مولانا محمد اسماعیل ہلالپوری لاہور میں دینی تعلیم حاصل کررہے تھے تو احمدیت قبول کرلی۔ اُن کے خاندان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے انہیں ہلالپور بلایا اور دھکے دے کر گھر سے نکال دیا بلکہ کپڑے بھی اتار لئے، جوتے چھین لئے اور کہا اب اس خاندان سے یا گاؤں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مولانا ہلالپوری اللہ پر توکّل کرکے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اپنے دوست میاں عبدالعزیز کی طرف بھی رُخ نہیں کیا کہ اللہ کی راہ میں تکلیف دیا گیا ہوں اور دوسرے کی طرف مدد کے لئے کیوں دیکھوں۔ مگر میاں عبدالعزیز نون کو اس حادثہ کی بھنک پڑی تو اپنے سوار دوڑائے جو نون صاحب کو میاں صاحب کے پاس لے آئے۔ میاں صاحب نے کچھ دن اپنے پاس رکھ کر خاطرداری کی اور پھر انہیں مناسب زادِراہ اور کپڑے دے کر قادیان پہنچادیا۔ یہ تعلق پھر عمر بھر قائم رہا۔

میاں عبدالعزیز نون خاصے بڑے زمیندار تھے مگر اپنی فاقہ مستی میں مگن تھے۔ وہ تو میاں عبدالسمیع نون نے وکالت کے بعد سرگودھے میں بہت ناموری کمائی، اپنی آبائی زمین کو درست کیا، سرگودھا میں جائیداد بنائی۔ آپ بہت اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے۔ اشعار بہت یاد تھے جن کا برمحل استعمال کرتے۔

جرمنی میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ بوائز نے انہیں اور مجھے اپنی ایک تقریب میں اکٹھا کردیا۔ میاں صاحب نے ترکی ٹوپی پہن رکھی تھی اور صدارت کی کرسی پر براجمان تھے۔ اجلاس شروع ہوا تو انہوں نے ایک نئی روایت قائم کی اٹھ کر اپنا خطبۂ صدارت پڑھ ڈالا اور فرمایا خدا معلوم محفل کے آخر تک میرا خطبہ سننے کو کوئی بیٹھا بھی رہے گا یا نہیں؟ گویا میاں صاحب روایت شکن آدمی تھے۔ سرگودھا بار میں کئی روایتیں آپ نے بنائیں، کئی توڑیں۔ ایک روایت تو غریب مؤکّلوں کے مفت کیس لڑنے کی تھی۔ دوسرے وکلاء جزبز ہوتے تھے کہ میاں صاحب تو زمیندار آدمی ہیں ہمارا رزق کیوں گنواتے ہیں۔ مؤکّل ہر پھر کر انہی کے پاس آتے تھے۔

میاں عبدالسمیع نون صاحب کی سب سے بڑی خصوصیت خاندانِ مسیح موعودؑ سے بےلوث محبت تھی۔ پنڈی یا جہلم کے سفر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سرگودھا یا ان کے علاقہ بھلوال سے گزرتے تو حتی الوسع حضور کی اردل میں رہتے۔ مہمانداری کا شرف کئی بار حاصل کیا۔ اگرچہ حضورؒ ان سے بےتکلفی کی حدتک کھل کر بات کرتے تھے مگر آپ کبھی بےتکلفی کے مرتکب نہ ہوئے۔ ہمیشہ حضورؒ کے مرتبہ کا لحاظ رکھا اور انہیں اپنا استاد ہی نہیں مرشد سمجھ کر بات کی۔ ربوہ بھی آتے تو پہلے حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے پھر کسی اور طرف رُخ کرتے۔

موصی تھے۔ ربوہ میں دفن ہوئے۔

……☆……☆……☆……☆……☆……

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25/مارچ 2011ء میں مکرم ماسٹر احمد علی صاحب کے قلم سے بھی محترم عبدالسمیع نون صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ برادرم میاں عبدالسمیع نون کے گاؤں ہلالپور اور ہمارے گاؤں ادرحماں میں صرف دواڑھائی میل کا فاصلہ ہے۔ آپ کے والد حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی تھے اور خاکسار کے چچا سراج دین صاحب سے گہرا دوستانہ اور برادرانہ تعلق تھا۔ جمعہ پڑھنے ادرحماں میں آتے تو گھوڑی ہماری حویلی میں باندھتے۔

میرے ایک چچا محمد الدین عادل نے بطور سرکاری مدرس ہلال پور میں سکول کی ابتدا کی تھی۔ وہاں اس وقت سکول کی کوئی عمارت نہ تھی اور نہ ہی کوئی جگہ مخصوص تھی۔ گاؤں کے ساتھ ہی نون خاندان کے ایک خالی پلاٹ میں بیٹھ کر کام شروع کیا اور کرسی بھی عبدالعزیز نون صاحب کے گھر سے منگوائی۔ اس سکول کے پہلے طالب علم میاں عبدالسمیع نون ہی تھے۔ یہ بات انہوں نے خود مجھے بتائی۔

دونوں خاندانوں کے قریبی تعلقات اتنے تھے کہ کسی خطرہ وغیرہ کی صورت میں عبدالعزیز نون صاحب کوئی آدمی بھیج کر ہمارے خاندان کو مدد کے لئے بلوالیتے تھے۔

1951-52ء میں جب میاں عبدالسمیع نون نے سرگودھا میں بطور ایڈووکیٹ پریکٹس شروع کی۔ اس سے قبل آپ کا ارادہ تھا کہ بھلوال میں پریکٹس کریں اور وہاں کی ایک معروف احمدی شخصیت ملک صاحب خان نون کی رہائشگاہ میں عارضی رہائش کی نیّت سے ان کی کوٹھی پر گئے۔ وہاں ملک صاحب خان مرحوم کے ایک رشتہ دار بیٹھے ملے۔ آپ نے اپنا تعارف کرایا کہ میں ہلال پور سے آیا ہوں۔ اُن صاحب نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے نام بتایا تو اُس نے پوچھا اتنے دور دراز چھوٹے سے گاؤں میں ایسا عمدہ نام کس نے رکھا ہے؟ آپ نے کہا میرے والد صاحب کے مُرشد نے۔ اس نے پوچھا وہ مرشد کہاں رہتا ہے؟ آپ نے جواب دیا قادیان میں۔ تو وہ آدمی بولا تم بھی گم گشتہ راہ ہو؟

میاں صاحب مرحوم کہتے تھے مجھے اس شخص کے جملہ سے سخت تکلیف ہوئی اور اسے جواباً کہا میں اس جگہ رہائش رکھ کر وکالت کرنے پر لعنت بھیجتا ہوں۔ پھر آپ نے واپس آکر اپنے والد صاحب کو یہ واقعہ بتایا اور پھر سرگودھا کی ضلعی عدالتوں میں کام شروع کیا۔ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے میری غیرت ایمانی کی قدر فرمائی۔ سرگودھا میں میری ایسی مدد اور نصرت فرمائی کہ ہر نیا دن پہلے دن سے بہتر ہوا اور ہر مہینہ گزشتہ مہینہ سے بھی حوصلہ افزا ہوتا رہا۔ میں سوچتا تھا کہ اگر تحصیل بھلوال میں کام شروع کیا ہوتا تو آج تک وہیں کا وہیں ہوتا۔ دشمن شر پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہماری خیر رکھ دیتا ہے۔

سرگودھا میں میاں عبدالسمیع نون صاحب کو جماعتی خدمات کے بھی وافر مواقع میسر رہے۔

آپ بنیادی طور پر اپنے گاؤں کے نمبردار کے اکلوتے بیٹے تھے اور تین مربع زرعی اراضی کے مالک تھے۔ فراخ دل اور خوش مزاج، اپنے علاقے کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔ وکالت کے کام میں بھی خاصے ماہر تھے۔ علاقہ کے رؤسا اپنے عدالتی امور اور مقدمات میں مشورہ اور مدد کے لئے کثیر تعداد میں آپ کے پاس بیٹھا کرتے۔ سب سے دوستانہ اور برادرانہ سلوک تھا۔ ابتدائی ایام میں سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں کرایہ کا گھر لے کر اس میں رہائش رکھی تھی۔ جلد بعد میں وہاں ایک شاندار کوٹھی تعمیر کروائی تھی۔

آپ نے میٹرک کے بعد گریجوایشن تک قادیان میں تعلیم حاصل کی تھی۔ صحابہؓ اور علماء کی صحبت خاص طور حضرت مولوی شیر علی صاحب سے قربت نصیب رہی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے قرآن مجید کے درسوں میں شمولیت کی بنا پر دینی علم میں بھی خاص وسعت پیدا ہوگئی تھی۔ قادیان کی تربیت کی وجہ سے ان کی فطری ذہانت وفطانت میں خوب ترقی ہوئی۔ تقریر اور تحریر بہت عمدہ اور دلچسپ اور معلومات افزا اور مؤثر ہوتی تھی۔ آپ کے اخلاص اور وفا کا اندازہ اس ایک جملہ ہی سے لگایا جاسکتا ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے ان کے بارے فرمایا تھا۔ تفصیل اُس کی یہ ہے کہ جب جماعت میں ایک فتنہ بپا ہوا اور سرگودھا کے قریب رہنے والے تین چار شرپسند آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیرینہ شناسائی اور تعلق وغیرہ کے اظہار کے بعد کہا ''ہم آپ کو اپنی حقیقت پسند' پارٹی کا صدر بنانا چاہتے ہیں۔ تو موصوف نے نہایت جرأت اور تحدّی سے انہیں جواب دیا ''میں ایسی صدارت کو جوتی کی نوک سے ٹھکراتا ہوں''۔ خبردار آئندہ میرے سامنے بھی نہ آنا۔

حضرت مصلح موعودؓ گرمیاں گزارنے کے لئے جابہ تشریف لے جایا کرتے تو آتے یا جاتے ہوئے عبدالسمیع نون صاحب کو میزبانی کا شرف عطا فرمایا کرتے تھے۔

ضلعی اعلیٰ افسران سے آپ کے ذاتی تعلقات تھے۔

آپ بہت دلیر اور جرأتمند تھے۔ جب 1984ء کے آرڈیننس کے بعد ہلال پور کی مشترکہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے جرم میں دو احمدیوں کو گرفتار کرکے جرمانہ کی سزا ہوئی تو آپ نے برلب سڑک، اپنی ذاتی زمین میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی اور ساتھ تمام سہولیات سے آراستہ گیسٹ ہاؤس بھی تعمیر کرایا۔ گیسٹ ہاؤس کے کشادہ صحن میں ایک بارہ دری بنوا کر اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات اور چیدہ چیدہ اشعار لکھوائے۔ مسجد اور گیسٹ ہاؤس کا افتتاح مرکز سے آنے والے بعض بزرگان کے ہاتھوں کرایا اور اس موقعہ پر ایک پُرتکلّف دعوت کا اہتمام کیا اور شیرینی تقسیم کی۔ آپ اکثر جمعہ کی نماز ہلال پور کی اپنی مسجد میں ادا کیا کرتے تھے۔ اس طرح وہاں کے غریب اور کمزور احمدیوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوجاتی تھی۔

……❁……❁……❁……

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اگست وستمبر 2010ء میں سانحۂ لاہور کے حوالہ سے مکرمہ خانم رفیعہ مجید صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خدا خدّامِ احمد کو حیاتِ جاودانی دے
رہِ علم و فضل میں ہر قدم پر کامرانی دے
رہے سایہ فگن رحمت تیری ہر راہ پر اُن کی
جو تیرے پیار سے لبریز ہو ایسی جوانی دے
یہ موجیں مارتا دریا ہوں وحدت کے سمندر کا
بہا دیں کفر و بدعت کو، انہیں ایسی روانی دے
غلامی میں غلام احمد کی پابندِ سلاسل ہوں
مسیح موعودؑ کے گلشن کی ان کو پاسبانی دے
تُو مالک ہے زمینوں، آسمانوں، کُل جہانوں کا
عطا کر حَسَنَةُ الدُّنیا فضائل آسمانی دے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 09, 2015 – October 15, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 09, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Yassarnal Quran: Lesson no. 23.
01:15	Huzoor's Mulaqaat With Students: Recorded on May 4, 2009.
02:35	Spanish Service: Programme no. 7.
03:10	Pushto Muzakarah: Programme no. 108.
03:50	Tarjamatul Quran Class: Verses 89 - 99 of Surah Al-Baqarah. Class no. 11, recorded on September 14, 1994.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 157.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 24.
06:45	Peace Conference 2010: Rec. March 20, 2010.
07:30	Freedom Of Speech
08:10	Dars-e-Malfoozat
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 79.
11:30	Live transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Younus, verses 67-74.
13:50	Seerat-un-Nabi: The topic is 'worship of Allah'.
14:30	Shotter Shondhane
15:40	Let's Sew Together
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Peace Conference 2010 [R]
19:10	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:30	Let's Sew Together [R]
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday October 10, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
00:55	Peace Conference 2010
01:45	Dars-e-Malfoozat
02:10	Friday Sermon: Recorded on October 09, 2015.
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no.158.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 63-74 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words: Today's episode is about 'The blessings of Prayer'.
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 03.
07:05	Ansarullah Ijtema Belgium: Recorded on October 19, 2008.
08:30	International Jama'at News
09:00	Story Time: Programme no. 52.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on October 25, 1996 in Sweden.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:20	Tilawat: Surah Yoonus, verses 83-95.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Interview
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Ansarullah Ijtema Belgium [R]
19:45	Faith Matters: Programme no. 168.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time: Programme no. 45.
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday October 11, 2015

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:30	Ansarullah Ijtema Belgium
02:55	Story Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on October 09, 2015.
04:05	Interview
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 159.
06:05	Tilawat
06:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 24.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on November 24, 2013.
07:30	Let's Sew Together
08:05	Faith Matters: Programme no. 168.
09:05	Question And Answer Session: Recorded on November 26, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on August 01, 2014.
12:15	Tilawat: Surah Yoonus, verses 96-104.
12:30	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:40	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Shotter Shondhane
15:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:00	Seerat Sahabiyat
16:45	Kids Time: Programme no. 28.
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
19:00	Let's Sew Together
19:35	Beacon Of truth
20:45	Seerat Sahabiyat
21:30	History Of Cordoba
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday October 12, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:00	Seerat Sahabiyat
02:40	Let's Sew Together
03:15	Friday Sermon; Recorded on October 09, 2015.
04:25	History Of Cordoba
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 160.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 03.
07:10	Noor Mosque: A reception held on December 19, 2009 with Huzoor on the occasion of the 50th anniversary of Noor Mosque in Germany.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 29, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on May 15, 2015.
11:10	Quran And Science
12:00	Tilawat: Surah Hood, verses 1-13.
12:10	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'prohibition of backbiting'.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on November 20, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Quran and Science
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on October 10, 2015.
17:30	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Noor Mosque [R]
19:10	Somali Service
19:40	Dars-e-Malfoozat [R]
19:55	Sidq Se Meri Taraf Aao: Programme no. 2.
20:30	Rah-e-Huda
22:05	Friday Sermon [R]
23:20	Quran And Science

Tuesday October 13, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:30	Noor Mosque
02:15	Kids Time: Programme no. 28.
02:50	Friday Sermon: Rec. November 20, 2009.
03:55	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:15	Medical Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 161.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 97-111 with Urdu translation.
06:15	In His Own words: Programme no. 17.
06:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 25.
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on October 31, 2013.
07:45	Pakistan In Perspective
08:15	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
08:35	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 26, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday sermon: Sindhi Service of Friday sermon delivered on October 9, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Hood, verses 14-21.
12:20	In His Own words [R]
12:50	Yassarnal Quran
13:15	Faith Matters: Programme no. 168.
14:00	Bangla Shromprochar
15:05	Spanish Service: Programme no. 10.
15:35	Aao Urdu Seekhain [R]
16:00	Pakistan In Perspective
16:45	Islami Mahino ka Ta'aruf
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:00	History Of Cordoba
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 9, 2015.
20:30	Aao Urdu Seekhain [R]
20:50	Australian Service
21:15	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 38.
21:30	Pakistan In Perspective
22:05	Faith Matters: Programme no. 168.
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday October 14, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:30	In His Own words [R]
01:00	Yassarnal Quran
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
01:55	Islami Mahino ka Ta'aruf
02:25	Aao Urdu Seekhain
02:40	Pakistan In Perspective
03:10	History Of Cordoba
03:35	Story Time: Programme no. 45.
04:00	Australian Service
04:30	Noor-e-Mustafwi
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 162.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 03.
07:00	Ansarullah Ijtema UK: Recorded on September 20, 2015.
08:00	Mosha'airah
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 25, 1996.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on October 09, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Hood, verses 32-41.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Rec. November 20, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 78.
15:45	Kids Time: Programme no. 28.
16:25	Faith Matters: Programme no. 181.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Ansarullah Ijtema UK
19:30	French Service: Programme no. 30.
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:05	Kids Time [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Intekhab-e-Sukhan

Thursday October 15, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Ansarullah Ijtema UK
02:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:05	Mosha'airah
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 169.
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 25.
07:00	Opening Of Baitul Ata Mosque Wolverhampton: Recorded on March 17, 2012
08:00	Beacon Of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Baqarah, verses 141 - 174 Class No. 16, Recorded on November 03, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service: Programme no.10.
12:05	Tilawat: Surah Hood, verses 50-59.
12:20	Dars-e-Malfoozat
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 09, 2015.
15:00	Aao Urdu Seekhain
15:15	Islami Mahino ka Ta'aruf
15:45	Persian Service
16:15	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Opening Of Baitul Ata Mosque Wolverhampton
19:25	German Service
20:45	Faith Matters: Programme no. 167.
21:55	Tarjamatul Quran Class [R]
22:55	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 09 October , 2015 | Issue No. 41

تبلیغ کرنا، قرآن پڑھنا، شرائع کی حکمتیں بیان کرنا، اچھی تربیت کرنا اور قوم کی دنیاوی کمزوریوں کو دور کر کے اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا اگر یہ پانچ باتیں پیدا ہو جائیں تو انشاء اللہ ہماری ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جائے گی۔

(بانی مجلس انصار اللہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات کے حوالہ سے انصار کو اہم نصائح)

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 14 ستمبر 2003ء کو امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بمقام طاہر ہال بیت الفتوح مورڈن میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو اپنے بچپن سے ہی اور جوانی سے ہی ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی تھی کہ کس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو، آمد کے مقصد کو پورا کیا جائے اور آپ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا جائے اور خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے ہی آپ اس بارے میں بہت سوچا کرتے تھے اور دعائیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فروری 1911ء میں آپ کو عالم رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک بڑے محل کا ایک حصہ گرایا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ایک میدان میں ہزاروں پتھیرے بڑی تیزی سے اینٹیں پاتھ رہے ہیں۔ وہ اینٹیں بنانے والے جو سانچے میں مٹی ڈال کر اینٹیں بنا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ محل کیا ہے اور یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ محل جماعت احمدیہ ہے اور پتھیرے فرشتے ہیں اور محل کا ایک حصہ گرایا جا رہا ہے تا بعض پرانی اینٹیں خارج کر کے بعض کچّی اینٹیں پکّی کی جائیں اور نئی اینٹوں سے محل کی توسیع کی جائے۔ نیز معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت کم ہے اور فرشتے ہی اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر یہ کام کر رہے ہیں۔ (ماخوذ از رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 23 بحوالہ بدر 23 فروری 1911ء صفحہ 2)

اس خواب کی بناء پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے خلافت سے پہلے ہی ایک انجمن بنانے کا فیصلہ کیا تا کہ اس کے ذریعہ سے احمدیوں کے دلوں میں ایمان کو پختہ کیا جائے اور فریضۂ تبلیغ کو بااحسن وجوہ ادا کیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے نہ صرف خود ہی استخارہ کیا بلکہ کئی اور بزرگوں سے استخارہ کروایا۔ کئی ایک دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات ہوئیں۔ (ماخوذ از من انصاری الی اللہ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 336) تب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اجازت سے (وہ دَور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا دور تھا) ایک انجمن انصار اللہ کی بنیاد ڈالی اور اخبار بدر میں مفصّل اعلان کروایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے جو ان دنوں میں بیمار تھے بیماری کے باوجود آخر تک اس مضمون کا مطالعہ کیا جو اس مقصد کے لئے شائع کروایا گیا تھا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ میں بھی آپ کے انصار اللہ میں شامل ہوتا ہوں۔ (مأخوذ از تاریخ انصار اللہ جلد اوّل صفحہ 18-19) کیونکہ یہ پاک دل سے اٹھی ہوئی ایک پاک تمنا تھی اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے بھی اس کام کو سراہا اور ظاہر ہے اس لئے اس کی قدر بھی کی کیونکہ جیسا کہ بعض اور حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے آپ کے علم میں تھا کہ آئندہ جماعت کی باگ ڈور اس شخص کے ہاتھ میں آنی ہے اور اس لئے بھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی تو ہر وقت یہ خواہش ہوتی تھی، یہی کوشش ہوتی تھی کہ کون اسلام کی خدمت کے لئے آگے آئے اور میں اس کا ساتھ دوں۔ تو اپنے آپ کو انصار اللہ کی اس تنظیم میں شامل فرمایا۔ اس زمانے میں اس تنظیم نے جس کی ممبر شپ اتنی وسیع نہیں تھی جو کام کئے، وہ تو کئے لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے اپنے دَور خلافت میں اس رؤیا کے تقریباً تیس سال بعد وقت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ممبران جماعت کے لئے ان کے سامنے کچھ مقاصد پیش کئے جو کہ قومی ترقی کے لئے، نسلوں کی تربیت کے لئے انتہائی ضروری تھے۔ ایک تنظیم کا قیام فرمایا اور اس کا نام انصار اللہ رکھا۔ اس سے پہلے خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آ چکا تھا اور جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں جن کاموں کی طرف جماعت کو توجہ دلائی وہ پانچ کام ہیں جن کو ہر فردِ جماعت کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور عمر کے لحاظ سے سب سے زیادہ انصار اللہ کو اس پر توجہ دینی چاہئے اور وہ کام یہ ہیں۔ نمبر ایک تبلیغ کرنا۔ نمبر دو قرآن پڑھنا۔ نمبر تین شرائع کی حکمتیں بیان کرنا۔ نمبر چار اچھی تربیت کرنا۔ اور نمبر پانچ قوم کی دنیاوی کمزوریوں کو دور کر کے اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا۔ آپ نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ اگر یہ پانچ باتیں آپ میں پیدا ہو گئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جائے گی۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرین کا بھی یہی کام ہے جو صحابہ نے کیا اور صحابہ کے یہی پانچ اہم کام تھے اور یہی ہم نے کرنے ہیں۔ (مأخوذ از خطبات محمود جلد 21 صفحہ 278) تبلیغ ہماری ذمہ داری ہے۔ پیغام حق پہنچانا ضروری ہے۔ اور اسلام اور احمدیت کا پیغام ہم نے بہر حال ہر صورت میں دنیا تک پہنچانا ہے اور اس کے لئے ہر طرح کی کوشش کرنی ہے۔

انصار کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں تبلیغ میں بہت ساری سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کی وجوہات ہیں۔ اس عمر میں طبیعت میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جذبات پر کنٹرول بھی عموماً پیدا ہو جاتا ہے۔ خیالات بھی mature ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر علم اور تجربہ بھی اس حد تک ہو جاتا ہے جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نوجوانوں کو بھی تبلیغ کے طریقے سکھا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے سب سے زیادہ انصار اللہ کو دعوت الی اللہ کے میدان میں سرگرم ہونا چاہئے۔

پھر قرآن پڑھنا ہے اس میں انصار کو خود بھی توجہ دینی چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہئے کیونکہ جب تک ہم قرآن پڑھ کر سمجھ کر اس کی تعلیم کو اپنے پر اور اپنی نسلوں پر لاگو نہیں کریں گے ہمارے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

پھر شرائع کی حکمتیں بیان کرنا ہے۔ جو احکامات ہیں ان کو آگے بیان کرنا، اس کے لئے بھی علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

پھر تربیت ہے۔ انصار اللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے کہ اس میں آپ تو تربیت کر سکتے ہیں لیکن آپ کی تربیت کرنی مشکل ہے۔ تو اس کے لئے بڑا آسان اصول ہے کہ آپ کے ذمہ تربیت کرنے کا جو فرض لگایا گیا ہے اس کو پورا کریں۔ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اپنی تربیت بھی ساتھ کے ساتھ ہوتی جائے گی۔

پھر قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دور کرنا ہے۔ اس طرف بھی اگر سب توجہ دیں گے تو اقتصادی لحاظ سے بھی، جماعتی لحاظ سے بھی اور قومی لحاظ سے بھی اپنے آپ کو مضبوط بنائیں گے۔

مرکزی سطح پر بھی اور مقامی سطح پر بھی اس کے لئے ہر ذیلی تنظیم ہے۔ انصار اللہ کی بھی ذیلی تنظیم ہے۔ شوریٰ ہوتی ہے وہاں تجاویز دیں۔ اپنے تجربے سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیں کیونکہ اقتصادی لحاظ سے مضبوط ہونا بھی آجکل کے زمانے میں انتہائی ضروری ہے تا کہ پھر بے فکر ہو کر دین کی خدمت کر سکیں یا دین کی خدمت کرنے والوں کی ضروریات کا خیال رکھ سکیں۔ تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن پر انصار اللہ کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جب آپ اس لحاظ سے سوچیں گے تو پھر ہی آپ اللہ کے دین کے انصار بن سکتے ہیں اور اس آیت کے مصداق ٹھہریں گے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ۔قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ۔ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ۔ (الصف: 15) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف رہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔

مسیح محمدی کو مان کر، اس پر ایمان لا کر جب ہم انصار اللہ میں شامل ہو چکے ہیں تو پھر اس تعلیم پر بھی عمل کرنا ہو گا اور ان باتوں کو بھی ماننا ہو گا جن کا تقاضا اور مطالبہ ہم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دشمنوں پر ہمیں جلد غلبہ عطا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔ کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔ ہر ایک گروہ کہ جس کا مدّعا اور مقصد ایک ہے مثل اعضائے یک دیگر ہے۔ اور ممکن نہیں جو کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ کے ہے، بغیر معاونت باہمی ان کی کے بخوبی و خوش اسلوبی ہو سکے۔ بالخصوص جس قدر جلیل القدر کام ہیں اور جن کی علت غائی کوئی فائدہ عظیمہ جمہوری ہے وہ تو بجز جمہوری اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہو سکتے اور صرف ایک ہی شخص ان کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا۔ انبیاء علیہم السلام جو توکّل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی بہ رعایت اسباب ظاہری مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ کہنا پڑا۔ خدا نے بھی اپنے قانون تشریعی میں بہ تصدیق اپنے قانون قدرت کے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدۃ: 3) کا حکم فرمایا"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 51 اشتہار نمبر 20 بعنوان "عرض ضروری بحالت مجبوری" مطبوعہ ربوہ۔ مجموعۂ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 35-36، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس اقتباس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام واضح طور پر فرما رہے ہیں کہ ہماری تمام کامیابیاں چاہے وہ دنیاوی ہوں یا دینی ہوں بغیر آپس کے تعاون کے حاصل نہیں ہو سکتیں کیونکہ اکیلا انسان سارے کام نہیں کر سکتا اس لئے تمام وہ لوگ جو ایک مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ایک گروہ کی شکل میں ہیں، ایک جماعت ہیں، ایک ہو کر آپس کے تعاون سے کام کریں گے تو تمام امور، تمام کام خوش اسلوبی سے طے پائیں گے اور کامیابیاں تمہارے قدم چومیں گی کیونکہ جس قدر بڑا کام ہو، جتنا بڑا مقصد ہو اس کے نتائج تم بغیر اکٹھے ہوئے، بغیر ایک team work کے اور ایک دوسرے کی مدد کے حاصل ہی نہیں کر

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں